تاریخ ہندِ قدیم

مصنفۂ

مسٹر کے۔ایم۔پانیکار ایم۔اے (آکسن) ایڈیٹر "ہندوستان ٹائمز" سابق پروفیسر
مسلم یونیورسٹی علیگڈھ و لکھنؤ یونیورسٹی

کا

سلیس اور با محاورہ اردو ترجمہ

جس میں

قدیمی ہند یعنی آریہ قبائل کے ورود سے مسلمانوں کی آمد تک کے عہد بعہد کے سیاسی۔مذہبی معاشرتی اور تعلیمی حالات مثلاً آریہ قبائل کا آنا اور شمالی ہند پر قبضہ کرنا۔وید مقدس۔اپنیشاد۔رامائن اور مہابھارت کتابوں کے حالات۔کورو و پانڈو کی مشہور لڑائی۔برہمنی مذہب کا عروج و اقتدار۔گوتم بدھ بانی مذہب بدھ کے حالات۔بدھ مذہب کا ہندوستان میں ترقی کرنا۔پھر زوال پذیر ہو جانا۔۳۲۷ء ق م میں سکندر اعظم کا حملہ۔دولت موریہ و گپتا و پٹالی پتر کا قایم ہونا۔شہنشاہان چندرگپتا اشوکا اور راجہ بکرماجیت کے ستجگی حالات۔چین کے مشہور قدیمی سیاح فاہیان اور یوانگ چوانگ کے چشم دید حالاتِ ہند۔جامعہ نالندا کی تعلیم۔برہمنوں کا نظام تعلیم۔بدھ مذہب والوں کا خانقاہی نظام تعلیم۔علامہ ابوریحان البیرونی کی تاریخی کتاب۔شنکراچاریہ کے حالات اور برہمنی مذہب کی دوبارہ ترقی ہندوؤں کی بڑی بڑی سلطنتوں اور قنوج۔اجمیر۔گجرات اور لاہور کی مشہور راجپوتی ریاستوں کے قائم ہونے اور مسلمانوں کی آمد کے حالات نہایت خوبی اور سلسلہ کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں جن کو طلبا اور عام شائقین پڑھ کر یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ نے شائع کی
۱۹۲۴ء
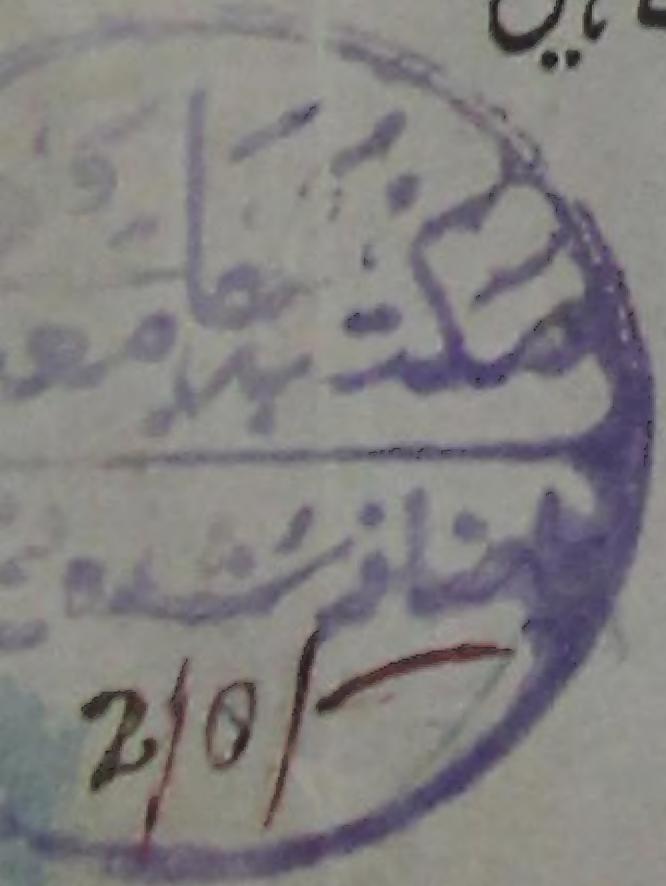
مطبوعات مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ

تاریخ الامّت | تاریخ اسلام کا سلسلہ صحیح اصول پر تحقیق اور تنقید کے ساتھ اردو زبان میں پہلی بار شروع ہوا ہے۔ بیان سادہ اور زبان سلیس ہے مجلس تعلیمی نے اس کتاب کو قومی نصاب درس میں شامل کیا ہے۔ اس کے آٹھ حصہ ہوں گے جن میں سے اب تک پانچ شائع ہو چکے ہیں مصنفہٗ مولانا محمد اسلم صاحب جیراجپوری۔

حصہ اول سیرۃ الرسول۔ آنحضرت کی مختصر سوانح عمری معہ حالات عرب وغیرہ ... عمر

حصہ دوم خلافت راشدہ۔ اس میں خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی مکمل تاریخ ہے ... عار

حصہ سوم خلافت بنی امیّہ۔ خاندان بنی اُمیہ کے خلفاء کے حالات ... ہیر

حصہ چہارم خلافت عباسیہ۔ خلافت عباسی کی بنیاد اور اس کے نو خلفاء کے حالات ... عار

حصہ پنجم عباسیہ بغداد۔ بقیہ خلفاء عباسی اور اُن کے عہد کی تاریخ ... عار

ہمارے نبیؐ | رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے حالات بچوں کی نہایت آسان زبان میں سید نواب علی صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر بڑودہ کالج نے بچوں کے لئے لکھے ہیں۔ یہ کتاب مکتبہ جامعہ ملیہ نے دوبارہ نہایت اچھے سفید کاغذ پر چھپوائی ہے۔ کتاب مجلد ہے قیمت ۸ر

انتخاب کلام میر | مرتبہ مولوی نورالرحمن بی۔ اے۔ اردو زبان کے بہتر شاعر اور استاذ الاساتذہ ہونے کی حیثیت سے میر کے ضخیم کلام کا انتخاب مختلف حیثیتوں سے کیا گیا ہے لیکن جس سوز گداز نے میر کو خدائے سخن بنایا ہے اس کے صحیح نمونے صرف اسی انتخاب میں نظر آتے ہیں جو نہایت مختصر ہونے کے ساتھ ہی میر کی تمام غزلیات کا جوہر ہے۔ ابتدا میں حالات زندگی اور ایک زبردست مقدمہ کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں اُردو شاعری کی تاریخ محاسن کلام میر اور موجودہ فن تنقید کے اصول پر اس عہد کے شعراء کا موازنہ شعراء قدیم سے کیا گیا ہے مجلد قیمت عمر

ملنے کا پتہ۔ مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ

فہرست مضامین

تاریخِ ہند قدیم

حصّۂ اوّل

صفحہ

حصّۂ دوم

غلط نامہ

مہربانی فرما کر کتاب شروع کرنے سے پہلے اِن غلطیوں کو درست کر لیجئے

صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۵	۳	نکتہ	نقطہ
۶	۱۳	تاریخی	تاریخ
۷	۷	شان	سا
۹	۱۳	نکتہ	نقطہ
۹	۱۷	تعداد رطب و یابس بھی	تعداد سو سے کچھ زیادہ ہے اور ان میں رطب
۱۲	۱	زیادہ تھے	زیادہ تہیں
۱۲	۴	آریوں کے	آریوں کا
۱۳	۱۶	راکشسوں کی آبادیاں دکھائی گئی	راکشسوں کی آبادیاں دکھائی گئیں
۱۷	۱۹	جنوبی ہند کی جغرافیہ	جنوبی ہند کے جغرافیہ
۱۹	۷	(بے کتاب والے)	یہ (بے کتاب والے)
۲۷	آخر	نکتہ	نقطہ
۵۵	۱۸	سیاہت	سیاحت
۵۸	۹	تعزل	تغزّل
۶۲	۹	جر عظیم القدر	جو عظیم القدر
۶۲	۱۰	شروع کیا تھا	شروع کی تھی
۷۲	۸	دبدہ	دبدبہ
۸۴	۲	اطاعتِ قبول نہ کیا تھا	اطاعت قبول نہ کی تھی

فہرست مضامین

تاریخ ہند قدیم

حصّہ اوّل

حصّہ دوم

غلط نامہ

مہربانی فرما کر کتاب شروع کرنے سے پہلے اِن غلطیوں کو درست کر لیجئے۔

صفحہ	سطر نمبر	غلط	صحیح
۵	۳	نکتہ	نقطہ
۶	۱۳	تاریخی	تاریخ
۷	۷	شان	سا
۹	۱۳	نکتہ	نقطہ
۹	۱۷	تعداد رطب و یابس بھی	تعداد سو سے کچھ زیادہ ہے اور ان میں رطب و یابس سبھی
۱۲	۱	زیادہ ہے	زیادہ نہیں
۱۲	۴	آریوں کے	آریوں کا
۱۳	۱۶	راکشسوں کی آبادیاں دکھائی گئی	راکششوں کی آبادیاں دکھائی گئیں
۱۷	۱۹	جنوبی ہند کی جغرافیہ	جنوبی ہند کے جغرافیہ
۱۹	۷	(بے کتاب والے)	یہ (بے کتاب والے)
۲۷	آخر	نکتہ	نقطہ
۵۵	۱۸	سیاہت	سیاحت
۵۸	۹	تعزل	تغزّل
۶۳	۹	جو عظیم القدر	جو عظیم القدر
۶۲	۱۰	شروع کیا تھا	شروع کی تھی
۸۲	۸	دبدہ	دبدبہ
۸۴	۲	اطاعت قبول نہ کیا تھا	اطاعت قبول نہ کی تھی

تاریخ ہند قدیم

حصّۂ اوّل

پہلا باب

ہندوستان آریہ قبائل کے ورود سے پیشتر

ہندوستان کے قدیم باشندے دور بہمیت

قبل تاریخ انسانی جد وجہد کا نام ونشان ہندی تاریخ میں مغربی تجسس وتحقیق کو دیکھتے ہوئے برائے نام ہی۔ گو ابتدائے عالم کے آثار قدیمہ سے اتنا مواد ضرور بہم پہنچتا ہے کہ ہم تاریخ ہند کے اس قدیم حصّہ کو دورِ بہمیت (یعنی ابتدائے آفرینش کی ان اوائل صدیوں میں جبکہ انسان وحوش وبہائم کے ساتھ دشت وبیابان کے غاروں میں ہم آشیاں تھا۔ اور پتھر کے بھدّے ہتھیار اس کے اور جنگلی جانوروں کے درمیان مابہ الامتیاز تھے) اور دور معدنیات (جبکہ فہم انسانی بتدریج ترقی کر کے لوہے پیتل وغیرہ کے استعمال سے آشنا ہو چکی تھی) میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ دورِ بہمیت سے دور معدنیات میں آتے آتے حضرت انسان کو سینکڑوں صدیاں لگ گئی ہوں گی۔ لیکن ہندی آثار قدیمہ کی تحقیق کے اس ابتدائی زمانہ میں نہ ہم اس دور کا تعین کر سکتے ہیں۔ اور نہ یہ بتلا سکتے ہیں کہ ان دونوں دوروں میں حد فاصل کیا ہی۔

ہندوستان کے اسلافِ اولین | ہندوستان کے ابتدائی باشندوں کے متعلق ہماری معلومات نسبتاً زیادہ ہی۔ ماہرین علم الطوائف نے معلوم کیا ہی کہ اس سرزمین کے ابتدائی باشندے حبشیوں کی تراش خراش کے تھے۔ غالباً باشندگان جزائر انڈمن اور جنوبی ہند کے بعض صحرا نورد قبائل ہندی اسلاف کی یادگار میں ہندوستان کے قدیم باشندوں کو ایک قوم نے زیر نگیں کیا تھا جسے محققین علم الجنس پروٹوڈریویڈین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

پروٹوڈراویڈی قوم | یہ قوم ہندوستان سے جزائر بحرالکاہل تک پھیلی ہوئی تھی۔ جزائر لنکا کے ویرا قبائل اسی قوم کے اخلاف ہیں پروٹوڈراویڈین قوم کی ایک بعد میں آنے والی شاخ جس کا زمانہ بہ لحاظ تمدن کے مسبوق الذکر قوم سے بہتر تھا۔ موٗرخین کے نزدیک ہندوستان کی قدیم ترین قوم ہے یہی شاخ ڈراویڈی قوم کے نام سے مشہور ہے۔

بادی النظر میں ڈراویڈی قوم تمدن کے ابتدائی مدارج میں نظر آتی ہی۔ لیکن حبشیوں سے اس قوم نے نمایاں ترقی حاصل کرلی تھی۔ ڈراویڈی وحشی جانوروں کو رام کرنا جانتے تھے۔ گاؤبانی اور فرس رانی سے واقف تھے۔ زراعت ان کے بسر اوقات کا ذریعہ تھی۔ مندر اور مکان کی تعمیر سے وہ آشنا تھے۔ کیونکہ مصر۔ بابل۔ اسوریا۔ اور کریٹ سے اس قوم کے تجارتی تعلقات تھے۔ بحیرۂ روم کے ممالک اور ہند کے جنوبی ساحل کے درمیان تجارتی اور تمدنی تعلقات کا ہونا یقینی ہی۔ جس کا ثبوت یہ ہی کہ ساحل ہند پر وہ عجیب وغریب تہذیب رائج ہے جسے پروفیسر ایلیٹ ہیلیوتھک تہذیب کے نام سے یاد کرتا ہی۔ ساحلی رسم و رواج کے مطالعہ سے مشرق اور مغرب کے درمیان تجارتی وتمدنی تعلقات کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ کیا عجب ہی کہ جزیرۂ لنکا کی مادی فلاح کے اسباب یہی ہوں جن کا والمیک نے زریں الفاظ میں خاکہ کھینچا ہی۔

مصر و بابل سے ہندوستان کے تجارتی تعلقات | ۵۔ ہم یہ نظر انداز نہیں کرسکتے کہ آریہ ورود سے کئی صدی قبل وادی نیل اور وادی فرات اعلیٰ تہذیب وتمدن کا گہوارہ تھیں۔ ہندوستان کے

جنوبی و مغربی تمدن کے ان سر چشموں سے براہ تری قریب ہی تھے انھیں متمدن اقوام سے ربط ضبط کا نتیجہ تھا کہ جنوبی ہند مین ایک خاص تہذیب پھیل گئی۔ لیکن افسوس ہے کہ تاریخ ہند کا یہ روشن پہلو ابھی تک پردہ خفا مین پڑا ہوا ہے۔

ڈراویڈی قوم | ۳۔ ڈراویڈی قبائل بہت کچھ ترقی کے مدارج طے کر چکے تھے۔ قیاس غالب ہے کہ ڈراویڈی قبائل کا نظام ٹاٹمی اصول پر تھا۔ (یعنی قبائل کے نام وحشی جانورون کے ناموں پہ رکھے جاتے تھے۔) ایک قبیلہ میں متعدد خاندان شامل ہوتے تھے۔ ان مین رشتہ رحم و قرابت ماں کی طرف سے لیا جاتا تھا۔ ڈراویڈی قوم کے مادرانہ سلسلہ نسب کی دلیل یہ ہے کہ اس قوم کے بعض بچے کھچے اخلاف مین یہ رسم ابتک رایج ہے۔ اِس قوم مین طریق ازدواج سرے سے مفقود تھا ازدواج بجائے بلا تشخیص زوجی ارتباط و اختلاط کا وطیرہ قبائل کے مخصوص قوانین کی پابندی کے ساتھ برتا جاتا تھا۔ اس قوم کا مذہب بھی ٹاٹمی تہا۔ اپنے آبا و اجداد کی روحون کو یہ لوگ مقدس سمجھتے تھے۔

دوسرا باب

آریہ قبائل کی آمد

آریون کا اصلی وطن | ۱- تاریخ ہند کا وہ پہلا واقعہ جسکا وثوق کے ساتھ ذکر کیا جاسکتا ہے آریہ قبایل کے ورود کا اہم واقعہ ہے۔ آریون کی ہندوستان مین آمد اس وسیع نقل وحرکت کا جزو تھی جسمین ہزارہا قبائل وطن مالوف کو چھوڑ کر زیادہ زرخیز زمین کی تلاش مین اور خوشگوار آب وہوا کی جستجو مین سرگردان ہو گئے۔ آریون کے قدیم وطن کے بارے مین سخت اختلاف ہے لیکن اہل الرائے کی غالب جماعت کا خیال ہے کہ ان کا پرانا مرزبوم ارل جھیل کے نواح میں تھا۔ آریون کا قدیمی وطن جہان کہین بھی ہو یہ متفق علیہ ہے کہ صدیون کی مدت مین یہ قوم برّاعظم یوروپ اور جنوبی ایشیا کے بڑے حصہ پر پھیل گئی۔ آریہ آبادیات کی توسیع کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے آج سے دو صدی پیشتر مغربی اقوام کی نوآبادیات کی مثال پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

آریہ قبایل کا ورود | ۲- شمالی ہند مین آریہ قبائل عرصہ تک آتے رہے اور اسیطرح آباد ہوتے رہے جسطرح ان کے ہمجنس قبایل یورپ کے قدیم باشندون کو بے خانماں کر کے مغرب میں آباد ہوتی تھے۔ اہل ہنود کی مذہبی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ آریون کا رنگ گورا تھا۔ ان کے بال بڑے بڑے گھونگروالے ہوتے تھے۔ غالباً آریون کے خدوخال کی پوری شباہت اعلیٰ طبقہ کے کشمیری برہمنون مین اب بھی موجود ہے۔

آریون کی داسودن سے مڈبھیڑ | ۳- آریہ قبائل ہندوستان میں شمالی و مغربی دروں سے بدفعات داخل ہوئے تھے۔ ان کی ابتدائی نوآبادیات علاقہ پنجاب میں قایم ہوئی تھی۔ اسی خطہ مین انھیں ہندوستان کے قدیم باشندون سے مقابلہ کرنا پڑا جنمین رگ وید میں داسو کا لقب دیا گیا ہے۔ داسو (ہندوستان کے قدیم باشندے) نسلاً ڈراویڈی تھے۔ انہیں اور دوسری ڈراویڈی قومون

ہیں صرف یہ فرق تھا۔ کہ وہ بیرونی اثرات سے مامون و محفوظ ہونے کی وجہ سے راج الوقت تمدن مین اپنے بھائی بندوں سے پیچھے تھے۔ پھر بھی رگ وید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ داسو پورہ یعنی قصبات مین رہتے تھے جس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ معاشرتی نکتہ نظر سے ان کا پایہ بلند تھا۔ داسو لوہے کے استعمال سے بخوبی آشنا تھے۔ رگ وید مین جا بجا ان کے تمول اور فارغ البالی کی طرف اشارے کئے گئے ہین۔ یہ لوگ پستہ قد ہوتے تھے۔ ان کا رنگ آریون کے مقابلہ مین کالا تھا۔ انکی ناکین چپٹی ہوتی تھین ان کے بال گھونگر والے ہوتے تھے۔ ہندوستان کے ادنیٰ طبقون مین ان کے اخلاف اب بھی پائے جاتے ہین۔

آریون کی وجہ تسمیہ | ۴۔ گمان غالب ہے کہ آریہ فاتحین نے جسمانی فوقیت کو مدنظر رکھکر اپنا نام آریہ یعنی شریف رکھا تھا۔ لیکن معاشرت کے ابتدائی مدارج مین محض قومیت اور رنگ اسقدر مغایرت پیدا نہین کرسکتی تھی جتنی کہ مذہبی رسوم و عقائد کے اختلاف سے پیدا ہوئی۔ آریہ اور داسوٗن مین اسی اختلاف نے مغایرت کا بیج بویا۔ اسی مغایرت کی وجہ سے آریہ داسوٗنا کو کبھی اوتار کہتے ہین کبھی ایاجو کہکر مخاطب کرتے ہین۔ کبھی اکرمن کے نام سے یاد کرتے ہین سنسکرت مین یہ تینون مرادف الفاظ مذہبی رسوم سے بے توجہی برتنے والے کے لئے استعمال کئے جاتے ہین۔ ان الفاظ پر نظر تعمق ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ آریہ اور داسوٗن مین دھرم اور بیدھرمی کی مخالعنت تھی۔ یا بالفاظ دیگر۔ اگنی اندر۔ اور وارونا کے پوجا کرنے والے ان لوگون سے دست و گریبان تھے جوان دیوتاؤنکی پوجا نکرتے تھے۔

آریون کا ہندوستان پر بتدریج قبضہ کرنا | ۵۔ رگ وید بتلاتی ہے کہ آریہ داسوٗن سے عرصہ تک سرگرم پیکار رہے۔ رگ وید مین بار بار دیوتاؤن سے داسوون کے تباہ کرنے کی التجا کی جاتی ہے ان بھجنون کے مصنفین کو داسوٗون کے مقبوضات کی تباہی سے زیادہ نہ کسی اور چیز مین نہین آتا۔ داسوونکی زبردست مدافعت کی وجہ سے آریہ تسخیر سندھ مین ٹرا زمانہ صرف ہوا۔

غالباً دوآب تک پہونچنے اور قدیم باشندون کو وندھیا پار اُتارنے مین صدیون کی مدت درکار ہوئی ہوگی۔

آریون کا نظام سیاسی ۶- دوآب مین آتے ہی آریہ تہذیب مین حیرت انگیز انقلاب پیدا ہوا۔ وسیع رقبہ کو اثر مین لے آنے کا مقتضا تھا۔ کہ کسی نہ کسی طرح کا سیاسی نظام رونما ہو۔ چنانچہ اس زمانہ مین ہمین پنچالا۔ کوسالا اور کیکیا وغیرہ ریاستون اور راجدھانیون کے نام نظر آتے ہین۔ نظام سیاسی کی ترتیب سے آریون کی جارحانہ و مدافعانہ سرگرمیان تیزتر پڑ گئین۔ اور شمالی ہند مین متعدد آریہ ریاستین قایم ہوگئین۔ آریون مین سیاسی نظام واسودن کے زبردست مقابلہ کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ کیونکہ ہم دیکھ چکے ہین کہ ان جنگجو باشندون نے آریون کی قدم قدم پر مزاحمت کی جس سے آریون کی فاتحانہ رفتار بہت سست پڑ گئی لیکن رفتہ رفتہ آریہ پورے شمالی ہند پر حاوی ہوگئے۔

آریہ مدتون جنوبی ہند سے نابلد رہے ۷- آریہ قوم نے گو شمالی ہند فتح کر لیا تھا لیکن جنوب مین ان کا سیلاب کوہ وندھیا سے ٹکرا کر رہ گیا۔ یہ ایسی حد فاصل تھی۔ جسے وہ مدت دراز تک پار نہ کر سکے تاریخ ہند پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ محکمہ جات ریل۔ تار۔ اور ڈاک کے قیام سے پیشتر جنوبی ہند کی سیاسی و تمدنی زندگی شمالی ہند کی زندگی سے بالکل ہی جدا تھی اُنیسوین صدی تک جب اتنا فرق تھا تو زمانہ قدیم مین اس سے کہیں زیادہ فرق ہوگا۔ یہی وجہ تھی جس نے ابتدا مین آریون کے اور ان کے بعد مسلمانون کے فاتحانہ حملون کو کچھ دن کوہ وندھیا سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ پران کی روایات کے مطابق اگستیا سادھو پہلا شخص تھا جس نے وندھیا کا سربستہ راز حل کیا اور جنوبی ہند کے پہلے آریہ مہم کی سرکردگی اختیار کی لیکن یہ مہم محض تحقیق و تجسس کے لئے بھیجی گئی تھی۔ قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ اگستیا جنوبی ہند سے واپس نہیں آیا۔ اس نے جنوبی ہند مین بود و باش اختیار کر لی۔ جنوبی ہند کے قبائل کو آریہ علم و تہذیب سے اسی نے آشنا کیا ہوگا۔ کیونکہ پہلی تامیل قواعد کا مصنف اگستیا کا چیلا ہے۔

جنوبی ہند کی سیاسی حالت

۸- جنوبی ہند مقامی حکمرانون اور راجاؤن کے زیر اثر عرصہ تک آزاد و خودمختار رہا- جس زمانہ مین رامائن کا واقعہ پیش آیا ہے اس زمانہ مین جنوبی ہند کا تعلق مصر و اسوریا سے بہ نسبت شمالی ہند کے کہین زیادہ معلوم ہوتا ہے- اگر اگستیا کو دکن کے حدود معلوم کرنے کا فخر حاصل ہے تو رام کو دکن مین اُن کے سیاسی نظام جاری کرنے کا فخر حاصل ہے ایک مرتبہ رامائن پڑھ لینے کے بعد جنوبی ہند کے راکشس قبائل کی اعلیٰ تہذیب مین مطلق شبہ نہین رہجاتا رامائن کا دار الریاست قلعون- اکھاڑون اور محلون کی کثرت سے استقدر بارونق و عظمت نظر آتا ہے کہ پھر اجودھیا کا شان آریہ شہر نظرون مین نہین جچتا- راون کے دربار سے اس امر کی شہادت ملتی ہے- کہ دراویڈی تہذیب نے بیرونی اثرات مین نشوونما پائی تھی- جنوبی ہند کی تاریخ مین رام کی فتوحات سرسری واقعہ سے زیادہ اہمیت نہین رکھتین- رامائن کے پُرلطف واقعہ کے بعد شہنشاہی موریہ کے عہد تک جنوبی ہند شمالی ہند سے استقدر نابلد رہتا جتنا کہ اس سے پیشتر تھا-

شمالی ہند کی آریہ ریاستین

۹- آریہ اثر کے ساتھ ساتھ جو حکومتین شمالی ہند مین قایم ہوئین ان مین کوسالا یتھالا اور کیکیا زیادہ مشہور ہین- ویدک دور مین آریہ مشرق مین اجودھیا (قسمت فیض آباد) سے آگے نہین بڑھے تھے- کوہ وندھیا کے شمال مین جتنا حصہ ملک تھا- اسے آریہ ورت کہتے تھے- آریہ ورت کا ایک حصہ مدھیادیس یا وسطی صوبہ کہلاتا تھا- یہ حصہ وہی تھا- جو فی زمانہ ممالک متحدہ کے نام سے موسوم ہے- آریہ ورت کے دوسرے حصہ کا نام برہمرشی دیس یا سادھوونکی سرزمین تھا- اسمین بیشتر حصہ پنجاب کا مشرقی راجپوتانہ اور علاقہ متھرا شامل تھا- ان دو حصون کے علاوہ برہما ورتا یعنی مقدس سرزمین تھی- جسکا موقع وہی تھا جو علاقہ سرہند کا ہے-

ہندوستان کے قدیم باشندون کا کیا حشر ہوا-

۱۰- آریہ قبائل بتدریج جنوب و مشرق کی طرف بڑھتے رہے اس نقل و حرکت مین ہندوستان کے قدیم باشندے غلام بنے یا جنگلون اور پہاڑون مین بھاگ کر پناہ گزین ہوئے- یہ بات قابل لحاظ ہے کہ نشر و توسیع کے ساتھ آریون کے اجتماعی و سیاسی نظام مین بین انقلاب پیدا ہوتا گیا-

تیسرا باب

وید

ویدا ۱- وید آریوں کے علم ادب کی قدیم ترین یادگار ہے اس کتاب میں مختلف قسم کی بھجنیں جمع کی گئی ہین جن کے مجموعہ کو سمہتا کہتے ہیں۔ یہ بھجنین زیادہ تر قربانی۔ مذہب اور رسوم مذہب کے متعلق ہین۔ بعض ان مین سے اخلاقی بھی ہیں۔ اس نوع کے چار مجموعہ ہیں جنمین قدیم ترین رگ وید ہے جو ۱۰۲۸ بھجنون پر مشتمل ہے۔ رگ وید کی تمام بھجنین ایک ساتھ تصنیف کی ہوئی نہین معلوم ہوتین ادبی اور ترتیبی شہادتون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انکی تصنیف کا زمانہ بہت طویل تھا۔ وید کا علم مدتوں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا۔ بھجنون کو ادا کرتے وقت لب و لہجہ کا خاص لحاظ رکھا جاتا تھا۔ وید کو بزبان پڑھنے کی رسم ابھی تک ہندوستان مین اسی شان سے رائج ہے جسطرح حضرت مسیح سے ایک ہزار برس پہلے رائج تھی۔

رگ وید کی تعلیم ۲- رگ وید مین جس مذہب کی تعلیم دیگئی ہے وہ فطرت پرستی سے موسوم کیا جا سکتا ہے آریہ قوم نے کائنات کی تمام قوتون کو دیوتا قرار دیکر ان کی پرستش کو مذہبی شعار بنا لیا تھا۔ اندر بادلون پر سوار۔ برق و رعد کا تازیانہ لئے ہوئے آریون کا محبوب دیوتا تھا۔ وارونا متر اور اگنی بھی آریون کے دیوتا تھے۔ رگ وید کی بھجنین ان دیوتاونکی تعریف سے لبریز ہین۔ داسون کو شکست دینے مین انکا ہاتھ ہر جگہہ نظر آتا ہے۔

رگ وید اور دوسری ویدون مین فرق ۳- رگ وید کی فطرۃ پرستی کا انداز دوسری ویدون مین بالکل ہی بدل جاتا ہے۔ مثلاً سوما اور یاجور وید مین صرف رسوم قربانی کے متعلق ہدایتین پائی جاتی ہین۔ اوّل الذکر مین قربانی کے مختلف اوقات پر مناسب اشعار درج ہین۔ موخر الذکر قربانی کے قواعد اور منترون کا مجموعہ ہے۔ جن کے یہ تمام و کمال ادا ہونے پر آریہ قربانی کا انحصار ہوتا تھا۔ آریہ مذہب کی ابتدا فطرۃ پرستی سے ہوئی تھی۔ کچھہ دنون مین اسنے منترا اور قربانی کا لباس اختیار

کرلیا۔ آریون کی یہ مذہبی واجتماعی تبدیلی اہمیت سے خالی نہ تھی۔ قیاس غالب ہی کہ قربانی کا تخیل کچھہ تو رگ وید کی تعلیم ہی مین مضمر تھا۔ اور کچھہ مفتوحہ قبائل کے اثر سے آریون مین اور زور پکڑ گیا۔ یا جور وید کی اجتماعی تفریق بھی قابل لحاظ ہے۔ رگ وید کی کسی بھجن مین چارون ورنون کا (ذاتون کا) حوالہ نہین ملتا۔ اس بنا پر نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ قیام پنجاب مین آریون کا اجتماعی نظام سخت نہ ہوا تھا۔ غالباً یا جور وید کے زمانہ تصنیف مین یا اس سے کچھہ پیشتر ذات پات کی تفریق عمل مین آئی ہوگی۔

اتھروا وید | ۴۔ چوتھی وید مین جسے اتھروا وید کہتے ہین۔ ارواح خبیثہ کا ذکر ہے۔ یہ وید مذہب کے ابتدائی مدارج مین تصنیف کی گئی ہے اور اسے یا جور اور سوما ویدون کے ترقی یافتہ اصول سے کوئی واسطہ نہین۔

برہمنا | ۵۔ چارون ویدون کی عبارت منظوم ہے۔ وید کی بھجنین حفظ کرلی جاتی تھین اور نسلاً بعد نسلاً سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہتی تھین۔ جون جون زمانہ گذرتا گیا وید کی توضیح وتشریح کی غرض سے ماہرین ویدنے متعدد شرحین نثر مین تصنیف کین۔ یہی شرحین برہمنا کے نام سے مشہور ہین۔ انمین زیادہ تر رسوم قربانی کی توضیح کی گئی ہے۔ ایک مورخ کے نکتہ نظر سے برہمنا بہت کم سود مند معلوم ہونگی۔ ان سے صرف اسقدر معلوم کیا جاسکتا ہے کہ برہمن طبقہ کے عروج کا دوسرا دور کب شروع ہوا۔

اُپانیشاد | رگ وید کی فلسفیانہ اور مذہبی بھجنون کی توضیح اُپانیشادون مین کی گئی ہے۔ اپانیشادکی مجموعی تعداد رطب ویابس ہی طرح کے مضامین ملتے ہین۔ اُپانیشادسے قدیم آریہ خیالات کی بلند پروازی اور ان کے تصورات کی رفعت کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے۔ گو اُپانیشادکے نسخون مین مضامین مختلف ضرور ہین تاہم بعض ایسے مشترک مسائل (اُپانیشاد کے مختلف نسخون مین) پائے جاتے ہین۔ جن سے اس کتاب کے مختلف اجزا مین یکرنگی پیدا ہوگئی ہے۔ انھین اُپانیشاد پر مابعد کے ہندو فلسفیانہ خیالات کا انحصار ہے۔

جیوآتما اور پرماتما کا تخیل ویدسے ماخوذ ہی | جیوآتما (یا انانیت) اور پرماتما (واجب الوجود) کا تخیل جسکی ابتداد ویدکے ٹاٹی اتوم کے اصول سے ہوئی تھی۔ ہندو فلسفہ کی روح روان ہے۔ ہندو حکما کے مختلف فرقے کیپلا سے لیکر جو سمجیا جماعت کا بانی ہے شنکراچارج تک جس نے دسوین صدی عیسوی مین ادویتا ویدانتا قایم کیا سب اپانیشادہی کے خوشہ نظر آتے ہین۔

اپانیشاد کا زمانہ تصنیف | ۶- اپانیشاد کے ابتدائی نسخون کی تصنیف کا وہی زمانہ ہے جو برہمنا کی تصنیف کا تھا۔ گو دونون کتابین ایک ہی زمانہ مین تصنیف ہوئی ہین لیکن ان مین دونون کا موضوع جداگانہ ہے اور ایک ہی اجتماعی زندگی کے ایک مختلف پہلو پر روشنی ڈالتی ہے برہمنا مین جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہین قربانی اور رسوم قربانی پر بحث کی گئی ہے۔ ان سے آریون کی دماغی ترقی کا پتہ نہین چلتا۔ پنڈتون کا اقتدار بڑھانے یں اور ذات کی تفریق سخت تر کرنے مین برہمنا کارآمد ثابت ہوئی ہونگی۔ کیونکہ اجتماعی تفریق اسی زمانہ مین پیدا ہوئی تھی۔ برخلاف اس کے اپانیشاد مین فلسفہ اور تخیل کے سوا رسوم مذہب اور قربانی کا تذکرہ تک نہین ہے۔ اپانیشاد مین برہمنون کی بزرگی اور فوقیت کا لحاظ بھی نہین کیا گیا ہے۔ کیونکہ اپانیشاد کے بہترین مصنف مذہبی رسوم برتنے والے فرقہ سے تعلق نہین رکھتے تھے۔ اپانیشاد کی تصنیف مین عورتون نے بھی نمایان حصہ لیا ہے چنانچہ گرگیئی اور میتری رجو کے نام اس سلسلہ مین قابل ذکر ہین۔

ویدک دور مین آبادی کس اصول پر تھی | ۷- ویدک و برہمنی دورون کی معاشرۃ معلوم کرنے کے محض ادبی ذرایع ہمارے پاس موجود ہین۔ اوائل تاریخ مین ذات کی تفریق وتشخیص کی ابتدا ہم دیکھ چکے ہین۔ ویدانتی آریہ گاؤن اور قریوں مین رہنے کے عادی تھے بہت سے گاؤن نوآبادیات کی وضع پر متحد ہوتے تھے۔ متحد گاؤن کے مجموعون کو جانا پادہ کہتے تھے رگ وید مین گاؤن کے متعلق اشارات پائے جاتے ہین۔ ویدک گاؤن کے تنظیم و تاسیس کے اصول ہمین پورے طور سے معلوم نہین۔ ہم صرف اتنا جانتے ہین کہ گاؤن کا مکھیا گرامنی کہلاتا تھا۔ گرامنی کے فرائض کیا تھے یہ ہم نہین جانتے شخصی حقوق کا لحاظ اُس زمانہ مین بھی کیا جاتا تھا لیکن ہم وثوق

سے نہیں کہہ سکتے کہ زمین مین کسی کی ذاتی ملکیت سمجھی جاتی تھی کہ نہین۔ وید دور کے آخر مین زمین سے ملکیت عام ہوجانے کا پتہ چلتا ہے گویہ ملکیت مقبول نہ تھی۔

بادشاہت وید کے اصول ویدمین پائے جاتے ہین | ۸ - بادشاہت کا خیال ویدمین موجود ہے۔ گویہ قطعی طور سے نہین کہا جاسکتا۔ کہ بادشاہت انتخابی تھی یا موروثی - ویدک دور کے آخر مین موروثی بادشاہت کا رواج عام طور سے پایا جاتا ہے۔ حربی ضروریات کا اثر بادشاہت کے قیام اور ترقی کے لئے ازحد ضروری تھا۔ چنانچہ ویدک زمانہ مین بادشاہ کا فرض اولین یہی تھا کہ وہ اپنی قوم کی میدان جنگ مین سپہ سالاری کرے۔ امن کے زمانہ مین بادشاہ کا رسوخ مسلم تھا گو ویدمین اس کے متعلق کوئی شہادت نہین جس سے ہم یہ جان سکین کہ بادشاہ کو متنازعہ فیہ معاملات طے کرنے کا حق حاصل تھا۔ سمرت (یعنی سیاست والتزام) اور ایکاراجہ کے الفاظ رگ ویدمین جابجا ملتے ہین۔ جن سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ آریون کا اجتماعی نظام آوارہ گرد۔ خانہ بدوش قبائل کی زندگی سے بدل کر سیاسی رنگ اختیار کرچکا تھا۔ شہنشاہی (یعنی صاحب الالتزام) کا تخیل بادشاہی کے خیال سے متاخر معلوم ہوتا ہے۔

ویدک دورمین شرفاء موجود تھے | ۹ - ویدک دور مین طبقہ شرفا کا وجود بھی نظر آتا ہے۔ غالباً اسی طبقہ سے بادشاہ کا انتخاب عمل مین آتا ہوگا۔ رشی ناراین پُروشا سکتا مین راجانایا کا ذکر کرتا ہے۔ آریہ قوم کی ذاتی تفریق وتقسیم کا اثر (یعنی برہمن۔ چھتری۔ ویش اور شُدر ہونے کا اثر) طبقہ شرفاء کے قبائل مین ایک حد تک ممد اور معاون ہوا۔ جولوگ زمانہ امن مین بادشاہ کے ندیمان خاص مین شمار کئے جاتے تھے یا زمانہ جنگ مین اس کے حلیف اور مددگار ہوتے تھے وہی شریف سمجھے جاتے ہون گے۔

طبقہ برہمن نے ویدانتی دور کے آخرمین زور پکڑا | ۱۰ - برہمنون نے جن کا نمایندہ مجلس شاہی مین پروہت کہلاتا تھا۔ ویدک دور کے آخر مین زور پکڑا۔ پروہت کی ہدایتون پر بادشاہ کا چلنا ضروری تھا۔ زراعت پیشہ داسو اور دیگر غیر آریہ جماعتین آریون کے اجتماعی حلقہ اثر سے باہر تھین۔ غیر آریہ

قوم آریوں سے تعداد مین کہین زیادہ تھے۔ آبادی کا بیشتر جزو یہی غیر آریہ قومین تھین۔

ویدانتی دور مین اجتماعی فلاح وبہبود کا مدار غلامون پر | ۱۱۔ تمدن کے اس ابتدائی زمانہ مین اجتماعی فلاح وبہبود کا مدار غلامون کی عرق ریزی پر تھا۔ وید مین متعدد مقامات پر داس یعنی غلام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ہمین فراموش نہ کرنا چاہیے۔ کہ وید کے داس انہین داسوون کے خلاف تھے جنھون نے آریون کی مردانہ وار دندان شکن مقابلہ کیا تھا۔

آریون کے اثر سے ہندوستان مین نئی زندگی کا آغاز | ۱۲۔ آریہ اثر کے مسلّم ہوجانے سے ہندوستان مین ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا اور ایک جدید تمدن کی داغ بیل پڑی۔ یہ زمانہ عام طور سے دور قصص کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس عہد کی اجتماعی اور سیاسی زندگی کا بہترین نمونہ راماین اور مہابھارت کی داستانون مین ملتا ہے۔ یہ دونون کتابین آریون کی قدیم روایات کا ذخیرہ ہین۔

چوتھا باب

دور قصص

راماین اور مہابھارت | ۱۔ راماین اور مہابھارت دو قدیم ہندو قصص کی کتابین ہین۔ گو یہ کتابین متاخر زمانہ مین مرتب و مدوّن ہوئی تھین لیکن جس سیاسی اور اجتماعی زندگی کا خاکہ ان مین پیش کیا گیا ہے اس کا زمانہ برہمنا دور کے بعد قرار دیا جاسکتا ہے۔ راماین اس زمانے کی داستان ہے جبکہ آریہ نوآبادیاں کی توسیع ہنوز نامکمل تھی راماین کے زمانہ تک آریہ تمدن کوہ وندھیا کی آہنی دیوار کے آگے نہین بڑھا تھا۔ راماین مین کوہ وندھیا کے جنوب مین لنگورون اور راکشونکی آبادیان دکھائی گئی ہین جنکی تہذیبی اور تمدنی حالت متشخص نظر آتی ہے۔

راماین کا واقعہ | ۲۔ رام چندر جی کی کہانی کون نہ جانتا ہوگا۔ ہندوستان کا بچہ بچہ ان کے قصہ سے مانوس اور آشنا ہوگا رام چندر راجہ دسرتھ کے بڑے بیٹے تھے۔ دسرتھ اجودھیا کا راجہ تھا۔ خاندانی کوتاہ اندیشیون سے انھین بن باس لینے پر مجبور کیا۔ بن باس لیکر رام چندر دکن کے جنگلون مین چلے گئے۔ انھین جنگلون مین

وہ جلا وطنی کی مدت پوری کر رہے تھے کہ راون ان کی وفادار اور چہیتی بیوی سیتا کو اٹھا لیگیا۔ سیتا جی راجہ جناکا کی صاحبزادی تھیں جو تتھالا کا راجہ تھا۔ راون لنکا (سرندیپ) کا راجہ تھا اس کے حدود سلطنت جنوبی ہند تک پھیلے ہوئے تھے۔ رام چندر جی کشکندہ کے راجہ سگریو کی مدد سے جسکو وہ پہلی ایک مہم میں مدد دے چکے تھے، سمندر پار کر کے لنکا پہونچے۔ راون کو قتل کیا اور سیتا جی کو واپس لے آئے

رامایاین اس عہد کی سیاسی و اجتماعی زندگی کی تاریخ ہے۔

۳۔ رامایاین کے مطالعہ سے اس عہد کی سیاسی اور اجتماعی زندگی کا مفصل حال معلوم ہوتا ہے۔ اجودھیا کی راجدھانی کا جن الفاظ مین ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہین کہ رام چندر جی کے عہد مین بادشاہت کا نظام کامل ہو چکا تھا۔ آریہ ریاستین مخصوص ہندی نظام بہ تمام و کمال اختیار کر چکی تھین مجلس شاہی قایم ہو چکی تھی۔ مجلس شاہی مین راجہ کا خاص برہمن پروہت اور وزرا شریک ہوتے تھے۔ اس مجلس مین راجہ سلطنت کے اہم مسائل پیش کرتا تھا۔ رامایاین سے اس امر کی شہادت بھی ملتی ہے کہ ولی عہد شاہی مجلس کا رکن ہوتا تھا۔ چنانچہ جب ولی عہد اجودھیا مین واپس آیا ہے تو اسے اپنے فرایض منصبی انجام دینے پڑے۔

رامایاین کے زمانہ مین اجتماعی حالت کیا تھی

۴۔ رامایاین کے دربار کی زندگی وہی تھی جو مابعد کے دربار میں نظر آتی ہے۔ اس عہد مین کثرت ازدواج کی رسم عام طور سے رائج تھی۔ گو رام چندر جی نے ایک ہی بیوی پر اکتفا کیا اور ان کے بھائیون نے بھی ایک سے زیادہ شادی نہین کی۔ برہمنون کا رسوخ اس وقت تک پورا نہین ہوا تھا۔ کیونکہ رامایاین مین راجاؤن کے اپنے ہاتھ سے قربانی کرنے کا اور دوسری مذہبی رسوم کا برہمنونکی ہدایات کے مطابق بجالانے کا ذکر موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات کے معاملہ مین برہمن اور چھتری برابر درجہ پر تھے۔

مہابھارت

۵۔ مہابھارت مین رامایاین سے متاخر زمانہ کے واقعات بیان کئے گئے ہین مہابھارت کی عبارت مختلف عنصرون سے مرکب معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ اس قصہ کے خاص خاص واقعات گوتم بدھ سے کچھ سال پہلے کے ہین۔ اس نظم کا موضوع کورو پانڈو کی کشمکش ہے۔ یہ لڑائی اندرپت (دلی) کے راج کے لئے

کرکشیترا کے میدان پر لڑی گئی تھی - اسمین شبہ نہین کہ اس تاریخی واقعہ کے ساتھ صدیون کے افسانے قومی روایاۃ اور علمی نکتہ شامل ہوگئے ہین - اس لئے موجودہ مہابھارت نہ فرد واحد کی تصنیف کہی جا سکتی ہے نہ ایک یا دو قرنون مین اس کا تصنیف کیا جانا تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

محاربہ عظیم کے وقت آریہ تہذیب کا وسیع اثر | ۵ - مہابھارت مین بعض واقعات بہت تفصیل اور وضاحت کیساتھ بیان کے گئے ہین - مہابھارت سے مترشح ہوتا ہے - کہ محاربہ عظیم کے وقت آریہ تہذیب اخلاق آسام سے قندہار تک سکہ جما چکی تھی - نیز آریہ تہذیب کا اثر کوہ وندھیا کے جنوب مین بھی کافی طور سے موجود تھا کیونکہ برادران کورو کی مان گندھاری قندہار کی شاہزادی تھی - جیسا ڈرتھا شہزادگان کورو کا بہنوئی سندھ کا راجہ تھا - آسام کے راجہ بھگادتا نے لڑائی مین نمایان حصہ لیا تھا - علاوہ برین جنوبی ہند کے راجہ بھی لڑائی مین شریک سمجھے جاتے ہین -

مہابھارت آریہ تہذیب کی بسیط تاریخ ہے | ۶ - مہابھارت شروع مین رزمیہ داستان سے زیادہ وقعت نرکھتی تھی لیکن زمانہ کی رفتار کے ساتھ بکثرت الحاقی حصے اس کتاب مین شامل ہوتے گئے یہانتک کہ یہ کتاب ہندوستان قدیم کی نہایت بسیط تاریخ بنگئی جسمین آریہ زندگی کے تقریباً ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے - اسیوجہ سے مہابھارت موجودہ صورت مین ادبی اور مذہبی کتاب سمجھی جاتی ہے - مہابھارت مین صریح شہادت موجود ہے کہ اس کے ابتدائی رزمیہ نسخہ مین آٹھ ہزار آٹھ سو اشلوک سے زیادہ نہ تھے - صدیوں کے مستقل اور پے در پے اضافون نے اسے آریون کی اجتماعی زندگی کے مختلف دورون کا عجیب وغریب مجموعہ بنا دیا یہی وجہ ہے کہ اس کتاب مین اوایل تمدن کی بہت سی باتین درج ہین مثلاً ایک عورت کے متعدد شوہرون مین مشترک ہونے کا رواج - دیوتاؤن پر انسان کی بھینٹ چڑھانیکی رسم - اور آدم خوری وغیرہ ان وحشیانہ رسوم کے پہلو بہ پہلو تمدن کے ترقی یافتہ دور کی مثالین بھی مہابھارت مین موجود ہین مثلاً بھیشم کا بیان جسمین بادشاہ کے فرائض پر روشنی ڈالی گئی ہے - اور بھگودگیتا -

پران | ۷ - ان کتابون کے علاوہ ہندو مذہبی تصنیفات کا ایک سلسلہ پران کے نام سے مشہور ہے یہ سلسلہ قدیم وجدید روایات کا مخزن ہے - پران کی مجموعی تعداد اٹھارہ ہے - اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے

کہ بعض مسائل پران کے سب نسخون مین مشترک پائے جاتے ہین۔ بوتھہ نے پرانکا ذکران الفاظ مین کیاہی کہ مذہبی روایات، فلسفہ، تاریخ اور قانون پر مختلف فرقون نے اپنے اپنے نصب العین سے جوکتابین تصنیف کی ہین اُن کا نام پُران ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ پُران مین مذکورہ بالا چارون چیزون کا ذکر بہ تکرار کیا گیا ہے۔ چونکہ متاخر زمانہ مین ہر فرقہ نے اپنے عقیدہ کے مطابق پران تصنیف کیا اس لئے اس سلسلہ کو انھین چار عنوانون کی مطبوعہ توضیح سمجھنا چاہئے۔ بلاشبہ پران کی بعض روایات دورقصص سے کم پُرانی نھین کیونکہ اتھرو وید اور برہمنامین ان کے حوالے ملتے ہین۔ پران کی تاریخی حیثیت کا اندازہ بہت بعد مین ہوا۔ پارسٹر نے جو پران کے جیّد ماہر ہین اپنی تصنیفات "خاندان کلجگ" اور "قدیم ہند کی تاریخی روایات" مین ثابت کیا ہے کہ مغربی مورخین پُران کے تاریخی پہلو کو اکثر نظر انداز کرجاتے ہین۔

اس عہد مین ہندوستان کا نظام سیاسی

۸ - پران اور دورقصص دونون سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کا نظام سیاسی اس عہد مین خاصی ترقی کرگیا تھا بعض قبایل اور ریاستین اعلیٰ درجہ کے سیاسی نظم ونسق سے آراستہ ہوچکی تھین سیاسی ارتقا کے ساتھہ اجتماعی ترقی بھی ضروری تھی۔ چنانچہ اس دور مین چارون ورنون کی تشخیص کا سنگ بنیاد پڑا۔ گو برہمنون کو یہ امتیازی فخر اُسوقت تک حاصل نہ ہوا تھا اس دور مین اجتماعی شعار واطوار ایک صورت اختیار کرچکے تھے۔ اور قانون بھی وضع کیا جاچکا تھا۔

چارون ورنونکی ابتدا دورقصص مین ہوچکی تھی

یہ یقینی ہے کہ مابعد کی ذاتی تفریق اور برہمنونکی فوقیت کا پہلا درجہ دورقصص ہی مین طے ہوا۔

پانچوان باب

چھٹی صدی قبل مسیح علیہ السلام مین ہندوستان کی کیا حالت تھی

چھٹی صدی قبل مسیح علیہ السلام مین شمالی ہند کی سیاسی حالت

۱- ہم دیکھ چکے ہیں کہ شمالی ہند مین آریہ نوآبادیات بتدریج پھیل رہی تھین آریون کے اثر سے شمالی ہند کا سیاسی نظام مرتب و منظم ہوگیا تھا۔ یہانتک کہ ہندوستان کے اس حصہ مین سولہ راجدھانیان قائم ہوگئیں جنمین دو جمہوری قبیلہ لکاوی اور لابھی شامل تھے۔ چھٹی صدی قبل مسیح مین شمالی ہند کی مشہور ریاستین یہ تھین:-

کورو پنچالا- کاشی- کوسالا- ناگا- مگدھ

دہلی کے گرد و نواح مین کورو و پنچالا کی شخصی حکومتین بنارس کے اطراف مین کاشی اور کوسالا کی راجدھانیان بہار کے صوبہ مین ناگا اور مگدھ کی ریاستین ان مستقل ریاستون کے علاوہ کچھ قبائل جمہوری اصول پر زندگی بسر کرتے تھے۔ جن مین

ورشی واجیان

ورشی اور واجیان نہایت مضبوط اور سربرآوردہ سمجھے جاتے تھے۔ یہ قبائل اپنے حریفون سے ہمیشہ سرگرم پیکار رہتے تھے۔ گوتم بدھ سے پہلے مشہور ترین راجدھانی بنارس

برہمادتا

مین برہمادتا خاندان کی تھی۔ پران اور جیا کا متفق البیان ہے کہ یہ خاندان زمانہ دراز تک بنارس مین حکومت کرتا رہا۔

سیاسی زندگی مین ایک غیر محسوس انقلاب

۲- چھٹی صدی قبل مسیح کے سنوات وسطیٰ مین ہندوستان کی سیاسی زندگی مین ایک غیر محسوس انقلاب پیدا ہوا جو آگے چلکر ہندوستان کی تاریخی ارتقا کا ہتم بالشان جزو بن گیا۔ یعنی نصف صدی کے عرصہ مین سولہ مذکورہ بالا ریاستین مٹ مٹا کر چار بڑی سلطنتون مین تبدیل ہوگیئن۔ اس طرح سے ایک بڑی یا مرکزی طاقتور سلطنت قایم کرنے کا خیال لوگون مین بڑھتا رہا۔ یہانتک کہ شاہان سیوناگ اور

نندا نے ریاست مگدہ کو فروغ دیکر شہنشاہی کے درجہ پر پہونچا دیا۔

مگدہ۔کوسالا۔والسا۔اوانتی۔چندرا پرادیوتا | چھٹی صدی کے آخری پچاس سال تک چار سلطنتین۔ مگدہ۔کوسالا۔اوانتی۔ شمالی ہندمین قایم رہیں۔چندرا۔پرادیوتا۔اوانتی کا راجہ تھا۔ اُدایانان واسہ کا فرمان روا تھا۔پاسانادی کوسالا کا تاجدار تھا۔اور سارا مگدہ کا بادشاہ تھا۔ان چارون ہمعصر بادشاہونکی قابل قدر یادگار ایک سنسکرت ناٹک کی شکل مین ہمارے پاس موجود ہو اس تاریخی سنسکرت ناٹک مین جسکا مصنف بھاشا ہو اودیانہ ہیرو قرار دیا گیا ہے سنسکرت کے ناٹکوں مین یہ قدیم ترین ناٹک ہی۔اس سے معلوم ہوتا ہو کہ اودیانہ کو پرادیوتا مہاسانا شاہ اوجین نے قید کر لیا تھا۔ایام گرفتاری مین وہ واسوادتا پر فریفتہ ہوگیا۔جو شاہ اوجین کی لڑکی تھی قید سے اودیانہ کو اُس کے وزیر یوگندہارسایانا نے بڑی ہوشیاری سے رہا کرایا تھا۔اودیانہ کے بادشاہ ہونیکی تصدیق ارتھا شاستر سے بھی ہوتی ہو جس کے مصنف کتاتیا نے اوسکی سلطنت کو ضایع ہوجانیکا ذکر کیا ہو

راجگان ناگ بمبی سارا | ۳۔بمبی سارا فرمانروائے مگدہ خاندان ناگ سے تھا۔ اسکی شادی ویدیھی خاندان کی شاہزادی سے ہوئی تھی۔اجاتاساترو اوس کا لڑکا تھا۔

اجاتاساترو | اجاتاساترو نے باپ کو مار کر تخت حاصل کیا۔بادشاہ ہوجانے کے بعد وہ اپنے باپ کی نقش قدم پر چلتا رہا۔اُس نے لکاولی قبیلہ کو شکست دیکر اون کا ملک قلمروئے مگدہ مین شامل کر لیا تھا پٹالی پُتر (پٹنہ) اجاتاساترو کے جانشین اودھیا بھندرا نے آباد کیا تھا۔

پتالی پتر کی بنیاد اجاتاساترو نے ڈالی | پٹالی پتر پر ہندی شہنشاہی کا کوکب اقبال ہزار برس تک چمکتا رہا یہ شہر دریائے گنگا کے کنارے جنگجو لکاوی قبائل کی مدافعت کے لئے آباد کیا گیا تھا۔

آریہ جنوبی ہند مین | ۴۔ اس زمانہ مین آریہ کوہ دہندھیا کی سنگین دیوار پار کر کے جنوبی ہند مین پہونچے۔ کیونکہ پنینی جو چھٹی صدی قبل مسیح علیہ السلام مین گذرا ہے جنوبی ہند کی جغرافیہ سے بالکل ناواقف معلوم ہوتا ہے۔اور ساتوین صدی مین ہمین دندھیا کے جنوبی ممالک کے حوالہ بکثرت ہندی کتابون مین ملتے ہین جس سے بظاہر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ چھٹی صدی کے آخر اور ساتوین صدی کے شروع مین آریون نے

کتیایانا کو وہ و ندھیا کو پار کیا ہوگا۔ چنانچہ کتیایانا کی تصنیفات سے جو پننی کے سترا پر لطور حاشیہ کے لکھی گئین ہین مترشح ہوتا ہے کہ وہ جنوبی ہند اور لنکا سے بخوبی واقف تھا۔

آریہ مذہب کی تدریجی تبدیلی ۵۔ سیاسی تبدیلیون کے پہلو بہ پہلو ہندوستان کے مذہبی و اجتماعی زندگی بھی اس صدی مین آمادہ بہ انقلاب ہو چلی تھی۔ آریہ مذہب رسوم و قربانی کے ڈھکوسلون مین پھنسکر سحر اور افسانہ ہوکر رہگیا تھا۔ برہمنون کے اوج نے ہر دلعزیز شعائر مذہبی کو سحر شیطانی مین تبدیل کردیا تھا۔ منتر کی ابتدا وید کے دور میں ہوئی تھی۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا منتر زور پکڑتا گیا۔ یہان پر اسکی تصریح کردینا ضروری ہے کہ اگرچہ برہمن مذہب پر پوری طرح سے قابض ہوگئے تھے۔ اور انھین جادو اور منتر جاننے کا دعویٰ بھی تھا جسکی وجہ سے وہ اپنے آپکو انسانی ہستی سے بالاتر سمجھنے لگے تھے۔ تاہم بلند ترین طبقہ مین مذہبی خیالات بدستور صحیح و سالم رہے۔ تو یہ اصول جو برہما اور آبائی شادین ظاہر کیا گیا ہے بڑھتا رہا۔ لیکن ماہرین الٰہیات ارباب فلسفہ اور مذہب پر غور وخوض کرنے والون نے عام مروجہ مذہب کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہین کی چھٹی صدی مین دو مصلحان مذہب پیدا ہوئے جنھون نے عام غلط فہمی کو محسوس کیا۔ یہ دونون تقریباً ایک دوسرے کے ہمعصر تھے اُن کا نام ابھی تک نہ صرف ہندوستان مین بلکہ تمام عالم مین زندہ ہی۔ انھین سے ایک وردھامانا مہاویر تھا۔ اور دوسرا گوتم بدھ۔

۵۹۹

مہاویر ۶۔ جمہوری قبیلہ ویسلی کے فرمانروا چھتری خاندان مین مہاویر پانچسو ننانوے برس عیسے علیہ سلام سے پہلے پیدا ہوا تھا۔ چونکہ اس کا خاندان اُس قبیلہ کی شاخ نایا سے تھا اس لئے بدھ کتابون مین وہ نایاتی پا کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ شہر ویسلی مین پیدا ہونے کی وجہ سے وہ ویسالکا کے لقب سے بھی مشہور ہے۔ اٹھائیس برس کی عمر تک وہ اپنے خاندان ہی مین رہا۔ اور خاندان مین اوسکی شادی بھی کردی گئی۔ اس ازدواجی رشتہ کی یادگار ایک لڑکی کی شکل مین موجود ہین۔ مصائب انسانی کے مسئلہ نے اور حق کی جستجو نے اُسے تمام علایق دنیوی و خاندانی کو خیرباد کہنے پر مجبور کیا۔ اور ۲۸ برس کی عمر مین وہ جنگلون مین سالکانہ زندگی بسر کرنے لگا۔ چودہ برس کی ریاضت کے بعد مہاویر ایک نئے مذہب کی تبلیغ کرنے کے قابل ہوا۔ اس مذہب کی تبلیغ و اشاعت اُس نے ۳۰ برس تک کی۔

۵۲۷ سنہ قبل مسیح مین اُسے صوبۂ بہار مین مقام پاواپوری دیوالی کے دن نروان نصیب ہوئی۔

جین وردھانا کو مذہب کا بانی نہین سمجھتے

۷۔ یہ عجیب بات ہے کہ جین وردھانا (مہاویر) کو اپنے مذہب کا بانی نہین سمجھتے ان کے عقیدہ کے بموجب مہاویر چوبیسوان تیرتھانک کار ہے جین اپنے مذہب کا بانی رشالا کو بتاتے ہین جو مہاویر سے ہزارون برس پہلے گذرا ہے اسمین شبہ نہین کہ جو مذہب وردھانا سے پہلے موجود تھا آٹھوین صدی قبل مسیح مین پرسواناتھ نے اسی مذہب کی تبلیغ کی تھی۔ پرسواناتھ کا انتقال ۷۷۶ سنہ ق۔م مین ہوا ہے لیکن جینیون کی مذہبی کتابون کا سرچشمہ صرف مہاویر ہی ہے جین مذہب صدیون تک محض زبانی روایات تک محدود رہا۔ اسیوجہ سے جینی نگرتھا (بے کتاب والے) کہلاتے تھے کتابون کے نہونے سے جینیون نے محسوس کیا کہ انکی ملّت کا شیرازہ ڈھیلا پڑ رہا ہے اس ضرورت کو مدنظر رکھکر چوتھی صدی ق۔م مین جین مذہب کے قوانین وضع کئے گئے لیکن یہ قوانین محض ابتدائی تھے۔ آٹھ سو برس بعد ۴۵۴ء مین جینیون کا ایک عظیم الشان جلسہ بمقام ولابھی منعقد ہوا۔ اس جلسہ مین جینیون کے مذہبی اصول و قوانین مرتب و مکمل کئے گئے۔

جینیون کے دو بڑے فرقے سویلم بارا۔ اور دگمبارا ہین۔

مہاویر کی تعلیم

۸۔ مہاویر کی تعلیم یہ تھی کہ ذات انسانی کے لئے انسانی زندگی کے دو پہلو ہین۔ ایک مادی دوسرا روحانی۔ لیکن باینہمہ روحانیت مہاویر خدا کے خالق ہونے کا منکر ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ جین کسی دیوتا کے وجود کو سرے سے مانتے ہی نہین۔ کیونکہ مہاویر نہ صرف الوہیت ہی کا قائل تھا بلکہ متعدد دیوتاؤن کو مانتا تھا۔ مہاویر کی تعلیم کا مہتم بالشان مسئلہ اہمسا (ایذا رسانی سے بچنا) تھا۔ اہمسا بعد مین ہندو مذہب کا جزو بنالیا گیا لیکن جین اہمسا اور بدھ و ہندو اہمسا مین نمایان فرق نظر آتا ہے جینیون کے نزدیک انسان۔ حیوان۔ جمادات۔ نباتات سب ذی روح ہین اور رنج و راحت۔ کلفت و آرام سے متاثر ہوسکتے ہین۔ اس لئے بے جان چیزون کا آزار سے بچانا بھی ان کے مذہب مین داخل ہے۔ جینیون کی تعداد اس زمانہ مین گو کم ہے لیکن اقتصادی اور مالی حیثیت سے وہ بہت با اثر ہین

گوتم بدھ

۹۔ گوتم بدھ ریاست نیپال کے مشہور شہر کپیلا واستو مین پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ سدھو دھانا قبیلہ ساکیا کے شرفا مین شمار کیا جاتا تھا۔ غالباً مہاویر کے بڑھاپے اور گوتم بدھ کے شباب

کا زمانہ ایک ہی ہوگا۔ گوتم بدھ کی جائے پیدائش کا صحیح پتہ شہنشاہ اشوک کے ایک کتبہ سے معلوم ہوا ہے۔ یہ کتبہ شہنشاہ اشوک کے حکم سے گوتم بدھ کے ڈھائی سو برس بعد لکھا گیا تھا۔ ۱۸۹۶ء مین محققین آثار قدیمہ نے اس کتبے کو پردۂ خاک سے بے نقاب کیا۔

گوتم بدھ کی جائے پیدائش | سدھارتا (گوتم بدھ) کی ابتدائی تعلیم شریف گھرانون کے لڑکون کی طرح ہوئی تھی فنون جنگ شہسواری اور تیر اندازی مین وہ مہا بھارت پیدا کر چکا تھا عنفوان شباب مین عشق الفت کے مزے بھی اُسے حاصل ہو چکے تھے۔ اُس کی شادی قبیلہ کی خوبصورت لڑکی سے ہوئی تھی جسکا نام یاسودھارا تھا۔ یاسودھارا سے گوتم بدھ کے ایک لڑکا تھا جسکا نام راہلا رکھا گیا تھا لیکن ناز و نعم کی زندگی سے اور خانگی برکات کی افزائش سے گوتم بدھ کا قلب مطمئن ہونے والا نہ تھا اور بالآخر وجود انسانی کے عقدہ حل کرنیکیلئے اُس نے ان سب کو چھوڑ مرتاضانہ زندگی شروع کی۔ اور آوارہ گرد درویشون کی طرح بھیک مانگ کر بسر کرنے لگا۔ یہ گویا ترک دنیا کا پہلا زینہ تھا بدھ مذہب والے سدھارتا کی زندگی کے اس پہلو کو ترک عظیم کے نام سے موسوم کرتے تھے

تلاش حق مین گوتم بدھ کی سرگردانی | ۱۱۔ تارک الدنیا ہو کر گوتم بدھ نے مگدھ کے دارالامارت راجگیر کی طرف رخ کیا۔ راجگیر اسوقت فلسفیون پنڈتون اور اہل علم کا مسکن بنا ہوا تھا گوتم بدھ نے راجگیر مین جو کچھ بھی ہندو مروجہ علوم تھے حاصل کیے لیکن وہ انوار حقیقت کی تلاش مین سرگردان تھا۔ اُس کی پیاس ہندی معقولات سے بجھنے والی نہ تھی۔ اُس نے تپشیا کی سخت سے سخت منزلین طے کین تاکہ جسمانی مادیت تسخیر کر کے روح کو ترقی دے تپشیا نے اُسے دور دور مشہور کر دیا لیکن گوتم کو تپشیا سے اس سے زیادہ تشفی نہ ہو سکی جتنی راجگیر کے ہندو پنڈتون سے ہوئی تھی آخر کار تپشیا کی تکالیف کو عبث جانکر اُس نے اس سے بھی ہاتھ اٹھا لیا۔ اگرچہ ایسا کرنے سے گوتم بدھ کے معتقدین خاص بدعقیدہ ہو کر اس سے الگ ہو گئے۔ اس کے بعد گوتم پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی جسکا مجمل بیان یہ ہے۔ ایک دن وہ اپنا مرتاضانہ مسکن چھوڑ کر دریائے نرانجن جارا کی طرف جا رہا تھا راستہ مین ایک کنواری لڑکی نے جس کا نام سجاتا تھا اُسے بطور بھیک کے کچھ کھانے کو دیا تھا جسے لیکر گوتم بدھ ایک برگد کے درخت کی سایہ مین کھانے بیٹھا دوران طعام مین اُسے کوئی ایسا خیال آیا کہ وہ بہت دیر تک خاموش

سوچا کیا وہ شام تک انھیں خیالات میں غلطاں وپیچاں رہا بالآخر اُس کی محنت ٹھکانے لگ گئی اتنے دنوں سے جس چیز کے لئے وہ پریشان تھا وہ اُسے حاصل ہو گئی اور انوار حقیقت کے انکشاف نے اُس کے سینہ کو منور کر دیا۔

گوتم بدھ کی زندگی کا تیسرا دور۔

۱۲- گوتم بدھ کی زندگی کا اب تیسرا دور شروع ہوتا ہے انکشاف حقایق کے بعد گوتم بدھ نئے مذہب کی تبلیغ کرنے کی غرض سے بنارس گیا بنارس اُس زمانہ میں بھی پابندی مذہب میں مشہور تھا۔ بنارس پہونچکر گوتم بُدھ نے (جو اسرار حقیقت سے واقف ہوچکا تھا اور تبلیغ وتعلیم جسکی زندگی کا واحد نصب العین رہگیا تھا) ہرنوں کے جنگل میں اپنا پہلا وعظ دیا۔ اُس کے اس وعظ کا موضوع "رنج وملال۔ باعث رنج وملال انقطاع رنج وملال بسبیل انقطاع رنج وملال" تھا۔ اس واقعہ کے پینتالیس برس بعد تک یہ مبارک معلم اپنی قوم کو یہی تعلیم دیتا رہا۔ اُس کے پیرو روز بروز بڑھتے گئے تعلیم مقبول ہوتی گئی۔

ٹری بات یہ ہوئی کہ اُس کے خاندان نے بُدھ مذہب قبول کر لیا۔ گوتم بُدھ ایک عرصہ تک مدّھیا دیس (ممالک متحدہ آگرہ واودھ) میں دورہ کرتا رہا۔ اس سفر میں جو کچھ اُسے مل جاتا تھا کھا لیتا تھا۔ دنیاوی وجاہت اور تعیش سے محترز رہتا تھا انھیں انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ ایک معتدبہ خوشحال اور فرمانبردار جماعت اُسکی پیرو بن گئی۔ اس جماعت کی آئندہ تربیت تادیب وترقی کے لئے گوتم بدھ نے ایک نظام مرتب کر دیا۔ اسّی برس سے زیادہ کے سن میں شہر کاشی نگر کے ایک قریہ میں گوتم بدھ کو پاری نروان نصیب ہوا۔ اُس کا جسم آگ کے سپرد کر دیا گیا اور اُس کی خاک عظیم الشان مقبروں میں متعدد مقامات پر حفاظت سے رکھدی گئی۔ انھیں مقبروں میں سے ایک سنہ ۱۸۹۸ء میں کھود کر نکالا گیا تھا اور اُسمیں گوتم بُدھ کی خاک بھی دستیاب ہوئی تھی۔

بُدھ مذہب ہندو مذہب کی ترمیم شدہ صورت ہے۔

۱۳- جس مذہب کی ابتداء گوتم بُدھ سے ہوئی اُسے ہم ہندو مذہب کی اصلاح سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ گوتم بُدھ کی تعلیم کا منشا یہ تھا کہ تپسیا اور

قربانی محض بیکار ہیں۔ انقطاع رنج وملال صرف چار حقایق کی واقفیت اور مثمن اصول پر عمل کرنے سے ممکن ہے وہ چاروں حقایق جن سے انقطاع رنج وملال ممکن تھا گوتم بدھ نے حسب ذیل قرار دئے تھے۔ یہ چاروں حیات انسانی کے متعلق تھے۔

بُدھ مذہب کے چار حقایق (۱) وجود انسانی سراسر حُزن وملال ہے (۲) حُزن وملال خواہشات نفسانی سے پیدا ہوتا ہے (۳) حُزن وملال کا ترک کرنا اسیوقت ممکن ہے جب خواہشات نفسانی مفقود ہوجاویں (۴) خواہشات۔

بُدھ مذہب کا مثمن اصول خواہشات نفسانی صرف مثمن اصول پر عمل کرنے سے مفقود ہوسکتی ہیں خلوص نیت۔ استقامت اغراض صحت الفاظ۔ نیک چلنی۔ نیک معاشی۔ صلاح عمل بہمت مستقیم۔ راستی خیالات واطمینان۔ مثمن اصول کے اجزا قرار دئے گئے تھے۔ نروان یا آزادی مطلق اسیکو نصیب ہوسکتی تھی جو ان اصول پر زندگی بسر کرتا۔

گوتم بدھ نے اپنے پیرووں کو دو فرقوں میں تقسیم کیا ۱۴۔ بُدھ مذہب ہر شخص کے لئے کُھلا ہوا تھا۔ گوتم بدھ نے اپنے پیرووں کو دو فرقوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک فرقۂ خاص تھا جسے سنگھا کہتے تھے اس کے قواعد وضوابط گوتم بُدھ نے کسیقدر سخت رکھے تھے۔ دوسری جماعت عام لوگوں کی تھی۔ اس جماعت کو اہمسا۔ یعنی (بے آزاری) ایمانداری۔ پاکبازی۔ سچائی۔ اور اعتدال۔ ان پانچ احکام کی پابندی ضروری تھی۔ ان دو جماعتوں کے علاوہ عورتوں کی جماعت (سنگھا) علیحدہ ترتیب دیگئی تھی۔ عورتوں کے لئے مخصوص خانقاہیں دیر الراہبات کے طور پر بنائی گئی تھیں۔ بدھ سنگھا میں ذات پات کا امتیاز مطلق نہ تھا۔

بدھ مذہب کی تبلیغ ۱۵۔ مدھیا ویسا ممالک متحدہ نے بدھ مذہب کو بہت جلد قبول کرلیا۔ اِس صوبہ میں نئے مذہب کی برائے نام مخالفت مناظرہ مباحثہ تک محدود رہی۔ گوتم بدھ کی وفات کے بعد اُس کے پیرووں نے نہایت جانفشانی سے تبلیغ واشاعت کا کام جاری رکھا۔ بُدھ مذہب والے کہتے ہیں کہ پاری نروان کے بعد ہی ایک جلسہ ان کے مذہب والوں کا

بدعقیدگی کو روکنے اور صحیح عقائد کے قرار دینے کی غرض سے منعقد ہوا تھا لیکن یہ جلسہ اگر ہوا بھی تو اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں رہا۔ کیونکہ بُدھ مذہب والوں میں تھوڑے ہی دنوں میں تفرقہ پڑ گئی اور مختلف فرقہ اوٹھ کھڑے ہوئے گو ان فرقوں کے اختلافات محض عقلی تھے۔ برہمنوں نے شروع شروع میں بدھ مذہب کو اگرچہ اپنے دھرم اور آئین کے خلاف تصور کیا لیکن اُن کا غالب خیال یہی رہا۔ کہ یہ فرقہ بھی دوسرے فرقوں کی طرح ہندو مذہب کی ایک شاخ ہے حقیقت حال کچھ بھی ہو کم از کم شہنشاہ اشوک کے عہد تک برہمنوں کے رویہ سے یہی ظاہر ہوتا تھا۔

جین۔ بدھ۔ اور ہندو مذاہب میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔

۱۶ جین مت اور بدھ مذہب نے گو بظاہر ہندو مذہب کی مخالفت میں فروغ پایا لیکن آریہ دھرم سے رشتہ منقطع نہ کر سکے یہ ضرور صحیح ہے کہ دونوں مذہبوں نے وید کے الہامی کتاب ہونے سے انکار کیا تپسیا۔ اور قربانی کو عبث قرار دیا۔ اور برہمنوں کے تقدس کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکا لیکن ایسے اختلافات گوتم بُدھ اور وردھامانا سے پیشتر ہندی دماغ میں پیدا ہو چکے تھے۔ کیونکہ جین اور بُدھ فلسفہ کی جھلک اُپانی شادوں میں پائی جاتی ہے۔ آریہ مذہب سے نرالی اور نئی بات ان دونوں مذہبوں میں صرف یہ پیدا ہوئی کہ اُنھوں نے عامیانہ مروج زبان کو تبلیغ و اشاعت کے لئے پسند کیا۔ اور ہر طبقہ اور ہر درجہ کے آدمی کو مساوی طور پر دعوت دی مہاویر نے وحوش و طیور تک کو اپنے مذہب کی دعوت میں شامل کیا تھا۔ یہی امتیاز ان دونوں مذاہب کی عظمت کا راز ہے۔

گوتم بدھ کے زمانہ میں ہندوستان کی اجتماعی حالت کیا تھی۔

۱۷ پالی زبان کی کتابوں میں عہد گوتم کے اجتماعی نظام کی کافی شہادتیں موجود ہیں گوتم بدھ اور ایک برہمن کے مکالمے سے جو اُس سے ملنے آیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ذات کی تفریق اس عہد میں کسقدر سخت ہو گئی تھی۔

گوتم بُدھ اور واستیا کا مکالمہ

گوتم بدھ نے واستیا سے کہا کہ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ برہمن وید کے علم

سے واقف ہوتے ہیں۔
واستیا نے جواب دیا۔ ہاں گوتما برہمن وید سے واقف ضرور ہوتے ہیں۔
گوتم نے پوچھا کہ ان کے دل غیض وغضب کے جذبات سے بھرے ہوتے ہیں کہ نہیں۔
غیض وغضب کے جذبات گوتما اُن کے دل میں ہوتے ہیں۔ وہ رشک وحسد کرتے ہیں کہ نہیں۔
گوتما رشک وحسد سے وہ خالی نہیں ہوتے۔
صفائی قلب اُنھیں میسّر ہوتی ہے کہ نہیں۔
گوتما صفائی قلب اُنھیں نہیں حاصل ہوتی۔
اُنھیں اپنے نفس پر قابو ہوتا ہے کہ نہین۔
نہیں ہوتا۔

ہاں واستیا پھر یہ وید جاننے والے برہمن جن کے قلب غیض وغضب رشک وحسد کے جذبات سے بھرے ہوتے ہیں جو گناہگار ہوتے ہیں جنکو اپنے نفس پر قابو تک نہیں ہوتا کس طرح مرنے کے بعد (جب جسم خاک میں ملجائے گا) برہما کی ذات میں منضم ہوجائینگے جبکہ برہما غیض وغضب رشک وحسد سے پاک ہے اور اسے اپنے اوپر قابو بھی حاصل ہے میرے نزدیک تو یہ قطعی ناممکن ہے۔

اس عہد میں شمالی ہند کی سیاسی حالت

۱۸۔ اس عہد میں متعدد شہر شمالی ہند میں عروج پر تھے ٹیکسیلا کے اکتشافات سے معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی ساتویں صدی قبل مسیح میں اس مقام پر عظیم الشان شہر آباد تھا۔ اُجین کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ بنارس کی امتیازی حالت گذشتہ ابواب میں بارہا بیان کیجا چکی ہے۔ راجگیر مگدھ کا دارالامارۃ تھا اگرچہ لیکاوی قبایل کی دستبرد سے بچنے کے لئے اودیا بھدر نے دریائے گنگا کے کنارے پٹالی پتر آباد کیا تھا۔ ٹکسالہ۔ اُجین۔ راجگیر۔ بنارس علمی درسگاہوں کیوجہ سے بھی مشہور تھے۔ گوتم بدھ انوار حقیقت کی جستجو میں راجگیر گیا تھا

ر اسی شہر میں اس نے ارباب فلسفہ سے استفادہ بھی کیا تھا۔ انوار حقیقت کی انکشاف
ے بعد گوتم پیشتر واں سابق کیطرح بنارس ہی کی طرف رجوع ہوا تھا۔ کیونکہ یہ شہر تبلیغ و اشاعت
ے لئے بہت موزوں تھا۔

ی تمدن کی بلندی | ۱۹- بدھ اور جین روایات کے پڑھنے کے بعد ؁ قبل۔م۔ کے
ی تمدن وتہذیب کی بلندی مین مطلق شبہہ نہیں رہجاتا۔ بدھ روایات کا نوآموز بھی
تا ہوگا کہ اس عہد میں ہندوستان میں متعدد طاقتور سلطنتیں تھیں۔ تجارت فروغ پر تھی۔
ہ شرفار کی معاشرت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ اور ملک کے ہر حصہ میں گیانی فقیر پائے جاتے تھے۔
[اس باب کی تاریخیں عارضی ہیں۔ اگر فارادیلا کا کتبہ صحیح ثابت ہوا تو جملہ تاریخیں
ں برس پیچھے ہٹ جائینگی]

چھٹا باب

مگدہ کا عروج اور یونانی حملہ

کا عروج | ۱- اگلے باب میں اسکا ذکر ہوچکا ہے کہ چھٹی صدی ق۔م۔ مین نمایاں سیاسی
ب شمالی ہند میں رونما ہوا جس نے سولہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو چار بڑی سلطنتوں
بدیل کردیا۔ کچھ دنوں بعد یہ چاروں سلطنتیں متحد ہوکر شہنشاہ مگدہ کی قلمرو میں آگئیں۔
ساترو | مگدہ کے عروج کی ابتدا اور جاتاساترو اور اس کے جانشین ادیا بھدرا کے
ے ہوئی تھی۔ اِن دونوں حکمرانوں نے لیکاوی قبائل کو فتح کر کے مگدہ کی راجدھانی
امل کرلیا تھا۔ اِن کے پے درپے فتوحات نے مگدھ کو جس زمانہ میں گوتم بدھ کو یاری
ن حاصل ہوئی ہے۔ شمالی ہند مین عظیم ترین سلطنت بنا دیا تھا۔
بھدرا امیرودھا منڈا۔ درساکھا سیوناگ | ادھیا بھدرا کا جانشین امیرودھا ہوا۔

امیر ددھا کے بعد اسکا بیٹا منڈا تخت نشین ہوا۔
خاندان مہاناگ کا آخری فرمانروا ورساکا تھا جسے سیسوناگ نے ۵۰۴ھ ق۔م۔ میں قتل کرکے تخت حاصل کیا۔ سیسوناگ غالباً اسی شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

خاندان سیسوناگ ۲۔ خاندان سیسوناگ نے فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور آس پاس کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو مگدہ میں شامل کرلیا۔ اس خاندان کے پہلے تاجدار نے کاشی اور اوانتی کی قدیم ریاستوں کو مسخر کیا۔ اور اوانتی کے فتح ہوجانے سے شمالی ہند کا بیشتر حصہ پنجاب چھوڑکر مگدہ کے زیر اثر ہوگیا۔ خاندان سیسوناگ کا دوسرا فرمانروا کاٹاسوکھا تھا۔

کاٹاسوکھا اس کے عہد کا اہم واقعہ یہ ہے کہ ۳۸۳-۸۲ھ ق۔م مین بدھ مت والوں کا دوسرا تاریخی جلسہ بمقام ویسالی منعقد ہوا۔ بادشاہ نے بہ نفس نفیس جلسہ کی صدارت کی کاٹاسوکھا کی وفات کے بعد صرف ۲۳ برس خاندان سیسوناگ برسرحکومت رہا۔

خاندان سیسوناگ کا زوال۔ ۳۔ خاندان سیسوناگ کے زوال کے اسباب ہمیں معلوم نہیں۔ تاریخ تھوڑے دنون کے لئے خاموش ہوجاتی ہے۔

نندا خاندان **مہاپدم نندا** پھر چوتھی صدی میں نندا خاندان سر برآرائے مگدہ نظر آتا ہے۔ مہاپدم نندا اس خاندان کا مشہور تاجدار گذرا ہے۔ اسی کا لقب اگراسین تھا۔ شمالی ہند مین اس کے سوا کوئی دوسرا پاشاہ نہ تھا۔ شہنشاہی کا قدیم خیال عملی صورت مین ظاہر ہوچکا تھا۔ کیونکہ مہاپدم نندا نے چکراورتی یعنی شہنشاہ کا لقب اختیار کیا تھا جسکے معنی یہ ہین کہ اس کا سکّہ سارے ہندوستان مین مسلّم ہوچکا ہوگا۔

سکندر اعظم کے حملہ کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت ۴۔ سکندر اعظم نے جب حملہ کیا ہے اُسوقت ہندوستان کی عنان حکومت مہاپدم نندا کے جانشینوں کے ہاتھ میں تھی یونانی حملہ سے کئی صدی قبل سے ہندوستان اور فارس کے تعلقات چلے آتے تھے چنانچہ دارا کے (جسنے ۵۲۱ھ ق۔م سے ۴۸۶ھ ق۔م تک حکومت کی ہے) قلمرو مین ایک

صوبہ ہندوستان کا بھی شامل تھا۔ مزید براں بہمن دراز دست کی حملہ آور فوج کے ساتھ ایک رسالہ ہندی سورماؤں کا بھی یونان میں ہندی تلوار کے جوہر دکھا چکا تھا۔ اگرچہ فارس کا اثر دریائے سندھ سے آگے نہیں بڑھا تاہم ہندی صوبہ ایک کروڑ پچاس لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم ہر سال ایرانی خزانہ میں پہونچاتا تھا۔ ایرانی حکومت کی وجہ سے ہندوستان کو مصر و یونان وغیرہ سے میل جول کا موقع ملا ہوگا لیکن اس رابطہ وضبط کی تاریخی شہادت یونانی حملہ سے پیشتر نہیں ملتی۔

سکندر اعظم کا حملہ

۵۔ فارس و باختر کو پامال کرنے کے بعد سکندر اعظم کی حریص نگاہیں ہندوستان کے زرخیز میدانوں پر پڑنے لگیں ۳۲۷؁ ق۔م میں کوہ ہندوکش پار کرکے وہ دریائے سندھ پر آیا اس دریا کو اٹک کے قریب سکندر نے کشتیوں کا پل ڈلوا کر پار کیا۔ اٹک سے سکندر کا لشکر ٹکسیلا کی جانب بڑھا۔ یہاں کے بادشاہ نے یونانی تاجدار کی دوستانہ آؤ بھگت کی۔ ٹکسیلا سے سکندر نے شاہ پورس پر حملہ کیا شاہ پورس دریائے چناب وجھیلم کے درمیانی علاقہ کا مالک تھا۔ دریائے جھیلم کے کنارے ایک خونریز معرکہ ہوا جسمیں شاہ پورس نے شکست کھائی لیکن سکندر کے دلمیں شاہ پورس کی بہادری نے اتنی جگہہ کرلی تھی کہ اس نے اسے بدستور راجہ برقرار رکھا۔ جھیلم سے کچھہ دور بڑھنے کے بعد سکندر کی فوج نے آگے جانے سے انکار کردیا۔ اور اسے مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ واپسی میں سکندر اعظم کا لشکر سندھ کے راستہ سے سمندر ہوکر فارس گیا۔

سکندر کا حملہ تاریخی اہمیت سے خالی ہے

۶۔ سکندر اعظم کا مشہور حملہ قزاقوں کی تاخت وتاراج سے زیادہ نہ تھا جس کی تاریخی اہمیت برائے نام ہے۔ یونانی حملہ سے یہ ضرور ہوا کہ چوتھی صدی ق۔م کے سیاسی واجتماعی حالات روشن ہوگئے کیونکہ ابھی تک ہمیں یا تو وید کی مذہبی تحریر پر بھروسہ کرنا پڑتا تھا۔ یا بدھ مذہب کی مقدس کتابوں پر۔ یونانی حملہ سے ہندوستان کے تاریخی حالات نہایت واضح اور صحیح طور پر معلوم ہوگئے۔ ورنہ سیاسی نکتہ نظر سے سکندر کا حملہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تیمور اور نادر کا۔ کہ اس سے

ہندی زندگی کے سکون میں خلفشار ضرور پیدا ہوا لیکن کوئی دیرپا اثر ہندی زندگی پر نہ پڑ سکا تعجب تو یہ ہے کہ ہندی مورخین سکندر کے حملہ کا ذکر تک نہیں کرتے۔

اس حملہ کا ذکر یونانی مورخین نے شد و مد سے کیا ہے۔

۷۔ اس حملہ کی داستان سرائی میں یونانی مورخین سے زیادہ نے کی تھی لیکن بدقسمتی سے اب ان مین سے کسی کی تصنیف باقی نہیں رہی ابرین اور سٹرمیس نے زمانۂ مابعد مین ان مورخین کی تصنیفات سے استفادہ کر کے جو کچھ لکھا ہے اس سے اِس عہد کے ہندوستان کی حالت کا تھوڑا بہت اندازہ ہوتا ہے یونانیون پر سب سے زیادہ اثر ہندی تمدن کا پڑا تھا ہندوستان کی عام تہذیب سے سکندر کے ساتھی مرعوب ہو گئے تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ فنون حرب مین ہندی دوسری ایشیائی قومون سے بالاتر ہین حالانکہ یونانی فاتح کو رجعت قہقہری سے پیشتر صرف وادی سندھ کے قبائل اور پنجاب کی غیر معروف ریاستون سے لڑنا پڑتا تھا ہندوستان کی بڑی بڑی سلطنتین مشرق مین تھین غالباً سکندر نے دور اندیشی کی کہ ان سلطنتون کو نہیں چھیڑا اور پچھلے پیر واپس چلا گیا یونانی مُصنفین لکھتے ہین کہ ہندوستان کی تجارت اور حرفت اعلیٰ درجہ پر تھی۔ اسی ضمن مین موتی جواہرات سونے اور بنارسی کپڑے کا ذکر بھی اُنکی کتابون مین موجود ہے۔

یونانیون کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ۳۲۷ ق۔م مین شمالی و جنوبی ہند مین تجارتی و سیاسی تعلقات نمایاں طور سے موجود تھے۔

مغربی مورخین یونانی حملہ کی اہمیت کو خواہ مخواہ بڑھاتے ہین۔

۸۔ ہندوستان کے مغربی مُصنفین سکندر کی دست برد کو ہندوستان کی مابعد کی ترقی کا راز بتلاتے ہین چونکہ اُن کے دماغ مغربی تمدن کی ہمہ گیری و جہان ستانی سے سرشار ہوتے ہین اِس لئے اُنھین یونانی حملہ مین ہندوستان کے اعلیٰ تمدن کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ہندی ناٹک ہندی فنون لطیفہ غرض کہ جملہ علوم کا سرچشمہ یہی حملہ بتایا جاتا ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ مغربی مورخین کا یہ خیال سراسر غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ اولاً سکندر کا حملہ ہندوستان کے ایرانی صوبے تک محدود رہا اور آریہ

تہذیب کا گہوارہ زمانۂ قدیم سے تاحال وادی گنگا رہی ہے جسے مدھیا دیس کہتے تھے۔
ثانیاً سکندر کے حملہ کے بعد یونانی ایشیائی مقبوضات اور ہندوستان کے مابین تعلقات
ایسے نہ تھے جس سے یونانی تہذیب کی فوقیت ظاہر ہو بفرض محال اگر ہندوستان پر
یونانی تہذیب کا کچھ اثر بھی ہوا تو یونانی بھی ہندوستان کے اثر سے خالی نہیں گئے طرفین
نے ایک دوسرے سے فائدہ اُٹھایا۔

حصّہ دوم

سنہ ۳۲۲ ق-م سے سنہ ۱۲ اء تک

پہلا باب

دولتِ مُوریہ

...ت موریہ کا ...لیونکر ہوا

۱-سکندر رومی کے حملے سے جو بے ربطی وخوزیت کے عناصر پیدا ہو گئے تھے وہ ایک زبردست شاہنشاہی کے بال وپر بن گئے جس نے دو سو برس تک ...وستان پر نہایت سطوت وجبروت سے حکومت کی دولت نندہ کا غیر مستقل اور زوال ...ہ نظام اس طوائف الملوکی کی تاب نہ لا سکا جو رومی حملے سے پیدا ہوئی تھی اور ...ں کے پھیلتے ہی خاندان نندہ خیال باطل کی طرح مٹ کر رہ گیا۔ لیکن قدرت نے ...عام بدنظمی اور بے ربطی میں ایک ایسا بے وطن مشکل پسند شخص پیدا کیا جس سے ...ر قوم کی شیرازہ بندی کی اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے سکندر کی فوج میں ...ر مرتب ومستعد لشکر کے فائدے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ اُس نے محمد علی پاشا ...سرح محسوس کیا تھا کہ بڑی سلطنتیں جن کا نظام بے ربط ہو آسانی سے دشمن کا شکار ...ں ہیں۔ خوش قسمتی سے اس کا وزیر جنا کیا دور اندیش اور ہوشیار مدبر تھا جس کی ...ے اس اُلوالعزم نوجوان نے ایک لشکر ترتیب دے کر شاہانِ نندہ کے دار الامارت

پٹالی تیر پر قبضہ کرلیا سلطنت موریہ کے قیام سے (یعنی ۳۲۳ ق-م سے) ہندوستان کی سیاسی تاریخ حقیقی معنون مین شروع ہوتی ہے۔

چندر گپت | ۲- چندر گپت معمولی بادشاہ نہ تھا سکندر کے حملے کے نتائج اُس کے ذہن سے محو نہ ہوئے تھے بادشاہ ہوتے ہی اُس نے ایک زبردست لشکر تیار کر کے شمال ہند پر قبضہ کرلیا۔ اُسکی کامیابی کی بڑی دلیل یہ ہو۔

سلوکس کا حملہ اور اُسکی شکست | کہ ۳۰۵ ق-م مین جب سلوکس نیکاٹار (فاتح) نے جو سکندر کے ممتاز افسروں میں تھا اور جس نے سکندر کے ایشیائی مقبوضات کو بآسانی فتح کرلیا تھا اپنے نامور آقا کے نقش قدم پر چلنے کے ارادہ سے دریائے سندھ پار کیا تو ایک جرار ہندی لشکر اُس کے مقابلے کے لئے دریائے سندھ کے دوسرے کنارے پر موجود تھا جس نے اچھی طرح اُسے اس گستاخی کی سزا دی اور بالآخر سلوکس کو ایریانہ (دریائے سندھ کے مغربی علاقہ سے) ہاتھ اُٹھالینا پڑا اور پانچسو ہاتھیون کے حقیر معاوضہ مین کابل قندہار اور ہرات کے صوبے ہندی تاجدار کے نذر کرنا پڑے مزید برآن سلوکس کو مجبوراً اپنی لڑکی کا عقد چندر گپت کے ساتھ کرنا پڑا چندر گپت کے بلند دماغ ہونے کی یہ دلیل کیا کم ہے۔ کہ بائیس برس کی قلیل مدت مین جو سکندر رومی اور سلوکس کے حملون کا فصل ہے اُس نے شمالی ہند کا نظام سیاسی ٹھیک کرلیا اور ایسی فوج تیار کرلی جس سے سلوکس کی یونانی فوج پیش نہ پاسکی۔

ہندی شہنشاہی کے حدود اربعہ | ۳- یہ امر قابل غور ہے کہ پہلے ہندی سلطنت کے حدود قندہار اور ہرات تک پھیلے ہوئے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہان ہند کی خواہش جہان ستانی ہندوستان کے عقلی و فطری حدود پر ختم ہوتی تھی جیسا کہ شاہان مغل اور موریہ کے عہدون مین کابل اور قندہار کے سرحدی مورچے ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔

چندر گپت کا تدبر اور سیاست | ۴- خوش قسمتی سے چندر گپت کے عہد کی دو تصنیفین موجود ہین جن سے اُس کے تدبر و سیاست کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ان مین سے ایک اُس کے ہوشیار برہمن وزیر اور گرو

کی عجیب و غریب تصنیف ہی۔

آرتھا شاستر | یہ کتاب ارتھا شاستر کے نام سے موسوم ہے اِس مین علم سیاست پر بحث کی گئی ہے اور اس عہد کے مُروّجہ حالات درج ہین۔

میگاستھنیز | دوسری تصنیف یونانی سفیر میگاس تھنیز کی ہے یہ سفیر عرصہ دراز تک ٹپالی پتر مین مقیم رہا اِس لئے جو کچھ اس نے لکھا ہے ذاتی مشاہدہ سے لکھا ہے ان دونون کتابون مین اسقدر متفق الخیالی پائی جاتی ہے کہ اُن سے چندرگپت کے عہد کے سیاسی حالات صاف صاف معلوم ہو جاتے ہین۔ اور تخیل پر زور دینا نہین پڑتا ان کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ چندرگپت ایک مُستقل اور مُرتب لشکر تیار رکھتا تھا۔ فوج کو شاہی خزانہ سے ماہوار تنخواہین تقسیم ہوتی تھین فوج کے لئے ہتھیار بھی شاہی خزانہ سے مُہیّا کئے جاتے تھے چندرگپت کے لشکر مین چھ لاکھ پیدل تیس ہزار سوار اور نو ہزار جنگی ہاتھی تھے۔

موریہ نظارت حربیہ مین تیس رکن ہوتے تھے یہ تیسوں ارکان چھ چھ کی جماعتوں مین پیدل سوار۔ رتھ (جنگی) برّی اور بحری فوج کے پانچون صیغون کے ساز و سامان کی بہم رسانی کا انتظام کرتے تھے۔

سلطنت کا بطنی نظام | ۵۔ سلطنت کا بطنی نظام اس نہج پر تھا کہ شخصی حکومت تھی بادشاہ اوتار سمجھا جاتا تھا مختلف صوبوں پر بادشاہ کے نائب حاکم ہوتے تھے صوبہ دارون کی نگرانی جاسوسون کے سپرد تھی اور جاسوسون کا محکمہ اعلیٰ درجہ پر تھا شاہی خزانے سے نئی سڑکیں نکلوائی جاتی تھین اور پُرانی سڑکوں کی مرمت ہوتی تھی شاہی محاصل کا بڑا جزو غالباً اُس عہد میں بھی لگان ہی ہوگا تجارت کے مال کو محصول سے بچانے اور تاجرون کی دوسری قانونی خلاف ورزیون کے لئے محکمہ علیحدہ تھا آب پاشی پر جیسا کہ ایک ہمدرد حکومت کا فرض ہے چندرگپت کے عہد مین خاص توجہ کی گئی تھی آبپاشی کا محکمہ بالکل الگ تھا اور بادشاہ کو اس سے خاص دلچسپی تھی کیونکہ کاٹھیاواڑ کے دُور اُفتادہ علاقہ مین چندرگپت نے نہایت اہتمام سے رقم کثیر خرچ کر کے نہرین اور تالاب بنوائے تھے

یونانی سفیر میگاس تھینیز تعجب کے ساتھ رقم طراز ہے کہ شاہی افسر مصریون کی طرح نشیب و فراز کی پیمائش کرکے پانی کے بہاؤ کا اندازہ لگاتے ہین تاکہ پانی متعدد دنہروں میں بہے اور ہر شخص حصہ رسدی سے بہرہ اندوز ہوسکے۔

چندرگپت کے دارالامارت کا بلدی نظام | ۶۔ چندرگپت کے دارالامارت کا بلدی نظام حیرت انگیز تھا نظارت حربیہ کی طرح دارالامارت کا بلدی نظام ایک مجلس کے سپرد تھا اِس مجلس مین تیس رُکن ہوتے تھے۔ یہ ارکان چھ چھ آدمیوں کی چھوٹی جماعتوں مین تقسیم ہوتے تھے اور ہر جماعت کے سپرد ایک خاص صیغہ بلدی نظام کا ہوتا تھا شہر کی غیر معمولی وسعت اور آبادی سے ازخود بلدی نظام کی ضرورت محسوس ہوئی ہوگی۔ مجلس بلدی غیر ممالک والونکی فہرست تیار رکھتی تھی اور اوزان و پیمانون وغیرہ کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ اگر یہ صحیح ہے تو پٹالی پتر کسی طرح شاہان فارس کے قدیم دارالسلطنت اصطخر دیرسی پولیس سے کسیطرح آن بان مین کم نہ ہوگا۔

چندرگپت کا حکومت سے دستکش ہونا | ۷۔ جین روایات کے مطابق ۲۹۸ء ق۔م مین چندرگپت سلطنت سے دست کش ہوکر خانقاہ نشین ہوگیا اور اُسکا بیٹا بندوسار تاج و تخت کا مالک قرار پایا بندوسار نے یونانیون سے دوستانہ تعلقات برقرار رکھے اُسکے دربار مین میگاس تھینیز کے بجائے۔ ڈیٹی ماکیو یونان کا سفیر تھا یونانی سفیر کے علاوہ شاہ مصر کا سفیر بھی اس فرمانروا کے دربار مین رہتا تھا کیونکہ چندرگپت کے بادشاہ ہوتے ہی ہندوستان دنیا کے بین الاقوامی سلسلے مین داخل ہوگیا تھا دُپرانی دُنیا کا یہ بین الاقوامی سلسلہ مصر سے آسام تک پھیلا ہوا تھا۔

بندوسار | ۸۔ بندوسار کے عہد میں چندرگپت کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور دکن کا علاقہ مگدھ کی قلمرو مین شامل کرلیا گیا اس بادشاہ کی سیاست داخلی کی شہادتین موجود نہین اور بجز اس کے ہم اُسکی تعریف مین کچھ نہین کہہ سکتے کہ اُسنے اپنے باپ کا نظام حکومت کامیابی کے ساتھ قایم رکھا بندوسار کی عظمت کے لئے اتنا بس ہے کہ وہ ایک جلیل القدر تاجدار کا نور نظر تھا اور ایک عظیم القدر بادشاہ کے باپ ہونیکا فخر اُسے حاصل تھا بندوسار نے ۲۷۳ء ق۔م مین وفات

پائی ۔ اُسکے بعد اُسکا بیٹا پیاداسی تخت سلطنت پر متمکن ہوا جسے تاریخ اشوکھ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اشوک | ۹۔ عُنفوانِ شباب مین شاہ اشوکھ کو ولیعہدانِ سلطنت کی طرح ملکی و انتظامی مسائل طے کرنا پڑے تھے کیونکہ باپ ہی کے زمانہ مین وہ ٹیکسیلا و اجین کے صوبہ داریون کا عامل مقرر ہو چکا تھا یہ دونون صوبے سلطنت مگدھ کے عظیم ترین صوبہ شمار کیے جاتے تھے شہنشاہ اشوکھ باپ کے تخت پر بغیر کسی مخالفت کے جلوہ افروز ہوا اور چالیس برس تک سلطنت مگدھ کا انتظام کرو فر کے ساتھ کرتا رہا اسکے عہد کا پہلا قابل ذکر واقعہ ریاست کالنکا پر فوج کشی کرنے کا ہے یہ لڑائی غالباً خاندانی روایات کی تقلید مین حدود سلطنت کی توسیع کی غرض سے چھیڑی گئی تھی لیکن جنگ وجدال کے خونریز ہنگامونکا اشوک کے نرم دل پر یہ اثر پڑا کہ اُسنے عہد کرلیا کہ آیندہ پھر وہ کبھی لشکرکشی نہین کریگا۔ شاید اسی نرم دلی نے اُسے بدھ مذہب اصول کا پیرو بنا دیا اور انھین خیالات کیوجہ سے ہم اُس کے ایک جبلی کتبہ مین یہ فرمان دیکھتے ہین (فرمان نمبر ۱۳) "انسان کی سب سے بڑی کامیابی وہ ہی جو زہد و تقویٰ سے حاصل ہو۔"

اشوک کے بدھ مذہب اختیار کرنے سے سلطنت پر کیا اثر پڑا | ۱۰۔ بادشاہ کے خیالات کی تبدیلی امور سلطنت مین بھی ظاہر ہونے لگی آجتک اُسکے کتبہ لافانی پہاڑون اور چٹانوں پر کھُدے ہوئے ملتے ہین اِن کتبون سے معلوم ہوتا ہے کہ اشوکھ کی زندگی تمام تر بنی نوع انسان کے فلاح و بہبود مین صرف ہوئی شاہ اشوکھ کے کتبون کی تعداد تینس[۳] سے زیادہ ہے ان مین چودہ[۱۴] جبلی کتبے ہین، جنمین اشوک کی اصول سیاست کا ذکر ہے۔ آخر مین اُسنے سات عمودی کتبے کھُدوائے تھے جنمین کم و بیش اگلے کتبون کی توضیح و تشریح کی گئی ہے۔ ان تمام کتبون مین ساتوان کتبہ بہت مشہور ہے اسمین وہ سب تدبیرین ایک ایک کرکے گنائی گئی ہین جو شہنشاہ اشوکھ نے دھرم پھیلانے کے لیے اختیار کین شہنشاہ اشوک کے کتبون کی حیثیت فرامین سلطنت کی ہے جو مواعظ حسنہ سے لبریز ہین۔

اشوک اور دوسرے بادشاہونمین فرق | ۱۱۔ اشوک کے عہد حکومت مین اور دوسرے بادشاہونکے

عہدوں میں بیّن فرق یہ ہو کہ اشوک کی فتوحات کالنگا کی مستثنےٰ مثال چھوڑ کر خالصاً صلح کل اور پُر امن ہین جنمین جنگ وجدال کا عنصر داخل نہ تھا بحیثیت بادشاہ کے اشوک اپنی مثال آپ ہی اسکا معیار زندگی بہت بلند تھا کیونکہ ایک کتبہ مین وہ کہتا ہے " مجھے کاروبار سلطنت کی انجام دہی سے اور عام بہبودی کی جد وجہد سے کبھی اطمینان نہین ہوتا " وہ کہتا ہے کہ امیر وغریب سب کو ذاتی جد وجہد کرنا چاہئے فرامین زندہ مثال بادشاہ کی ذات ہمایوں صفات تھی - اِس تاجدار کو اپنی قوم سے بڑی محبّت تھی کیونکہ کتبوں مین اکثر یہ فقرہ نظر آتا ہو کہ رعایا بمنزلہ میری اولاد کے ہو - اسکی ہمہ گیر محبّت میدانون کے متمدن باشندون تک ختم نہ ہو جاتی تھی بلکہ پہاڑون کے وحشی قبائل کے لئے اس نے اپنے افسرون کو خاص ہدایات دے رکھی تھین اسکا حکم تھا کہ شاہی فرمان تینون موسمون کی ابتدا مین بآواز بلند عام شاہراہو پر پڑھکر سُنائے جائین تاکہ جُہلا بھی فائدہ اوٹھا سکین -

اشوک کی انتظامی قابلیت | ۱۲ - رفاہ عام کے لئے شاہ اشوک نے متعدد شفاخانے تعمیر کرائے تھے - سڑکین بنوائی تھین - انتظامی امور مین وہ اپنے نامور موجد کا ہم آہنگ تھا اس کے عہد مین امن و امان ایک طرح سے قایم رہا - شاہ اشوک روشن ضمیر بادشاہ تھا اور تمام عمّال سلطنت پر اسکی نظر رہتی تھی کیونکہ انھین پر احکام شاہی کے نفاذ کا دار ومدار تھا -

اشوک نے متعدد وفود ممالک غیر مین بھیجے | ۱۳ - عہد اشوک کا خاص واقعہ یہ ہے کہ اِس زرّین عہد مین مُتعدد وفود ممالک غیر مین بھیجے گئے - ہم دیکھ چکے ہین کہ شاہان موریہ کے تعلقات خاندان سلوکس (شاہان شام) اور خاندان بطلیموس (مقدونیان مصر) سے تھے شہنشاہ اشوک نے پہلی کتبون مین یہ ارادہ ظاہر کرنے کے بعد کہ وہ قانونی مسائل کیطرف زیادہ اعتنا نہین کرے گا ان ممالک مین جن سے اس کے تعلقات دوستانہ تھے متعدد وفود روانہ کئے تاکہ ان ممالک مین بدھ مذہب اصول کی اشاعت و ترویج ہو - اس سے قبل محکوم ریاستون اور سرحدی قبایل مین وفد بھیجے جا چکے تھے لیکن ان سے اِس کی پیاس کب بجھنے والی تھی - اب ایک وسیع تر میدان کی تلاش ہوئی اور اس نے شریف - جوشیلے بدھ مبلغین - مصر - شام - سایرین (طرابلس) مقدونیا اور ایپیرس روانہ کئے - اِن وفود کی کامیابی

کے بارے مین مشکل سے کچھ کہا جا سکتا ہے گو سرندیپ کے وفد کو کامیابی ضرور ہوئی۔ اشوک نے اپنے حقیقی بھائی مہندر کو جس نے مذہبی فقیری اختیار کی تھی ایک عظیم الشان وفد کے ساتھ سرندیپ بھیجا تھا۔ اس وفد کی کوششون سے سرندیپ کا راجہ ٹیسا مع تمام درباریون کے بدھ مذہب مین داخل ہو گیا۔ راجہ اور اعیان سلطنت کی تبدیلی مذہب نے پورے جزیرہ کو بدھ مذہب کا حلقہ بگوش بنا دیا۔ سرندیپ کے وفد کی کامیابی کو پیش نظر رکھکر ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اشوک آریہ راجہ راجہ رام چندر سے زیادہ کامیاب رہا۔ کیونکہ رام چندر جی کی کامیابی محض جنگی کامیابی تھی۔

راجہ ٹیسا

اشوک کے حدود سلطنت

۱۴۔ اشوک کے حدود سلطنت جنوبی ہند کے انتہائی سرے تک پھیلے ہوئے تھے۔ ہم ان کا تعین صحت کے ساتھ کر سکتے ہین۔ مغرب مین ہرات اور قندہار، مشرق مین آسام سلطنت اشوک کے سرحدی صوبے تھے۔ کشمیر اور نیپال مین شہنشاہ اشوک کے صوبیدار متعین تھے، جنوب مین اسکی سرحد موجودہ ریاست میسور کی جنوبی سرحد پر جاکر ختم ہوتی تھی۔

اشوک کے عہد مین بدھ مذہب والون کا جلسہ

۱۵۔ شہنشاہ اشوک نے اپنے آخر عہد مین بدھ مذہب والون کا ایک بڑا جلسہ ٹپالی پتر مین کیا تھا تاکہ بدھ مذہب والون کے باہمی اختلافات مٹ جائین ۲۳۲؁ ق۔م مین اس جلیل القدر شہنشاہ نے وفات پائی۔ سیاست و تدبر مین شاہ اشوک جولیس سیزر اور شہنشاہ اکبر کے ہمدوش نظر آتا ہے۔ مذہبی و تبلیغی الوالعزمی مین وہ کنفوشش پالوس اور جیس اعظم سے رتبہ مین کسی طرح کم نہین معلوم ہوتا میدان جنگ سے پرہیز کرنے اور کسی قسم کا ہتھیار استعمال نہ کرنے کی قسم کھانے مین اسکی نظیر شاہان عالم مین نہین مل سکتی۔ وہ ان معدودے چند بادشاہون مین ہی جو عمر بھر انتہائی بے نفسی کے ساتھ قوم و ملک کی خدمت مین مستغرق رہے بلاشبہ قدیم تاریخ ہند مین اشوک کا بزرگ ترین و شریف ترین نام ہے۔ اور دنیا کی عظیم الشان ہستیون مین یہ ہندی تاجدار صف اول مین رہنے کے قابل ہے۔

اشوک کے بعد سلطنت موریہ ۲ دو حصون مین تقسیم ہو گئی

۱۶۔ شہنشاہ اشوک کے بعد اسکے ۲ دو پوتون نے

سلطنت کو مشرقی و مغربی حصوں میں تقسیم کرلیا۔

دسرتھ سمپرتھی ان میں سے ایک کا نام دسرتھ اور دوسرے کا سمپرتھی تھا۔ اسی طرح پچاس برس تک سلطنت موریہ زندگی کے دن پورے کرتی رہی یہاں تک کہ آخری

برہدرتھ پشیامترا موریہ تاجدار کو جس کا نام برہدرتھ تھا اس کے رئیس العسکر پشیامترا نے قتل کر ڈالا۔ پشیامترا سے دوسرے خاندان کی ابتدا ہوئی جو تاریخ میں خاندان سوریا کے نام سے مشہور ہے۔ پشیامتر کے عہد میں یونانی بادشاہ مینندر نے حملہ کیا جسے بدھ روایات میں ملیکا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

واسومتر نے جو پشیامترا کا پوتا تھا یونانیوں کو سخت شکست دی۔ اس شکست نے یونانیوں کی حوصلہ مندیوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔ خاندان سوریا تھوڑے ہی دنوں بعد خاندان کی بطنی نزاعات سے تباہ ہو گیا۔

شاہان کانوا اس خاندان کے جانشیں ہوئے راجگان کانوا ۲۸ ق م تک حکمران رہے پھر اندھرا خاندان نے اس خاندان کا ورق الٹ دیا۔

دولت موریہ کی سیاسی اہمیت ۱۷۔ اگرچہ چندرگپت اور اشوک کی سیاسی تعمیر ڈیڑھ سو برس کے عرصہ میں خاک میں مل گئی لیکن شہنشاہی کا خیال سلطنت کے ساتھ مٹنے والا نہ تھا۔ دولت موریہ کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ اس کے سایہ میں پہلی مرتبہ ہندوستان نے متحد ہو کر سیاسی زندگی کا ثبوت دیا۔ آنے والی صدیوں میں شہنشاہی کے دور ہندی تاریخ میں بار بار آتے رہے تقریباً ہر صدی میں کسی نہ کسی خاندان نے کوشش ضرور کی کہ کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک ایک ہی پرچم کے زیر سایہ کرلے گو شہنشاہی کا تخیل اس زمانہ کو دیکھتے ہوئے قبل از وقت ضرور تھا لیکن ہمیں فراموش نہ کرنا چاہئے کہ خیالِ سلطنت موریہ کے اولوالعزم فرمانرواؤں نے ہندی تہذیب میں پیدا کیا تھا۔ اس حیثیت سے چندرگپت بندوسار اشوک نہ صرف سمدرگپت اور ہرشا وردھن ہی کے اسلاف ہیں بلکہ بابر۔ اکبر اورنگ زیب کے بھی ہیں۔

دوسرا باب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پیشتر ہندوستان کی اجتماعی و معاشرتی حالت کیا تھی

عہد موریا اور قرون مابعد کی سب سے بڑی خصوصیت

۱- عہد موریہ اور قرون مابعد کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہندوستان کی اجتماعی زندگی میں نمایاں انقلاب پیدا ہوا اگرچہ سکندر اعظم کی آمد تک برہمنوں کے رسوخ میں فرق نہ آیا تھا لیکن شہنشاہ اشوک کے مذہبی و تبلیغی جوش نے ایک غیر معروف فرقہ کو عالمگیر مذہب میں تبدیل کر دیا تھا۔ گو جدید مذہب ہندو مذہب کی اصلاح شدہ اور ترقی یافتہ صورت تھی بایں ہمہ اس کی ترویج سے جو اجتماعی انقلاب ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گیا وہ معمولی نہ تھا۔ ہندو مذہب میں قربانیاں بکثرت تھیں جنکی ادائگی بغیر برہمنوں کے ناممکن تھی کیونکہ یہی گروہ مذہبی باریکیوں کا جاننے والا سمجھا جاتا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ ہندو مذہب کی خصوصیات گوتم بدھ سے کہیں پہلے پیدا ہو چکی تھیں در اصل ہندو مذہب کا بدترین پہلو یہ تھا کہ اس میں ادنیٰ لوگوں کی مادی و روحانی فلاح کا مطلق خیال نہ رکھا گیا تھا۔ یہی حالت ابتک چلی آتی ہے۔ بدھ مذہب کے رواج نے ادنیٰ طبقوں میں تمدن کی روح پھونک دی۔ جس کی وجہ سے بدھ مذہب ایک جمہوری اور ہر دل عزیز تحریک بن گیا جس میں ادنیٰ و اعلیٰ بلا تفریق ذات دوش بدوش تھے۔ اگلے باب میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ پہاڑی وحشی قبائل میں گوتم بدھ کا پیغام پھیلانے کا اسی قدر مشتاق تھا جس قدر میدانوں کے متمدن باشندوں میں بدھ مذہب کے عروج کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس مذہب کی تبلیغ عام رائج الوقت زبان میں کی گئی۔ چنانچہ اسی زمانہ سے پالی اور پراکرت مہذب زبانیں سمجھی جانے لگیں۔

بدھ خانقاہیں تعلیم گاہیں بن گئیں

۲- بدھ مذہب کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس مذہب میں دو گروہ شامل تھے ایک عام لوگوں کا دوسرا خانقاہ نشیں راہبوں کا۔ راہبوں میں مرد اور عورتوں کی تفریق نہ تھی شاہان موریہ کے عہد میں نیک دل بادشاہوں اور امیروں نے ملک میں بکثرت خانقاہیں تعمیر کرائیں۔ یہ خانقاہیں

رفتہ رفتہ تعلیم گاہیں بن گئیں جن سے ہندوستان کو پہلی مرتبہ تعلیمی بیداری کا سبق حاصل ہوا۔ سنگھا آشرم میں راہب امرا و غربا کو مساوی طور پر ان انوار حقیقت کی تعلیم دیتے تھے جو ساکیا شاہ زادہ پر کئی صدی پیشتر منکشف ہو چکے تھے شاہ اشوک کے عہد میں مدوراتک خانقاہوں کا سلسلہ قائم تھا۔ سات سو برس تک خانقاہوں کے بے نفس خادموں نے ایسی جدّوجہد کی کہ ہندوستان کے مدارس اور جامعہ ایشیا میں مشہور ہو گئے اور تحصیل علم کے دلدادہ پرانی دنیا کے ہر گوشہ سے جوق در جوق ہندوستان کا دور دراز سفر طے کرنے لگے۔

بدھ مذہب نے طبقہ اناث کا پایہ بلند کیا۔

۳۔ بدھ مذہب نے صنف ضعیف کا پایہ بھی بہت بلند کر دیا تھا جس کی وجہ سے دیر الراہبات کا عام رواج ہو گیا جن میں شریف گھرانوں کی عفت مآب خواتین فقر و ریاضت کی قسم کھا کر داخل ہوتی تھیں۔ راہبات کے زمرہ میں شہنشاہ اشوک کی بیٹی بھی شامل تھی جسے جزیرہ سرندیپ میں بدھ مذہب پھیلانے کے صلہ میں سنگھامترا۔ (سنگھا کی دوست) کا کبھی نہ مٹنے والا لقب عطا ہوا تھا۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ وید کے دور میں یا اس کے بعد عورتوں کا رتبہ ہندو مذہب میں نیچا نہ تھا تاہم بدھ مذہب نے طبقہ نسواں کو ہندو مذہب سے کہیں زیادہ آزادی بخشی اور ان کا پایہ اتنا بلند کر دیا کہ وہ فلسفیانہ اور اجتماعی کاموں میں نمایاں حصہ لینے لگیں۔

بدھ مذہب کے عروج سے ہندو مذہب پر کیا اثر پڑا

۴۔ بدھ مذہب کے عروج سے ہندو مذہب کا عالمگیر اثر فنا نہ ہو سکا۔ شہنشاہ اشوک باوجود مذہباً بدھ ہونے کے ہمیشہ برہمنوں کی قدر و منزلت کرتا تھا اور انھیں بیش بہا عطیوں سے سرفراز کرتا رہتا تھا۔ اس نیک دل بادشاہ کو گو بدھ مذہب سے بے حد محبت تھی لیکن اس نے قدیم مذہب میں کسی طرح کی دراندازی نہیں کی۔ موریا سلطنت کے تباہ ہوتے ہی ہندو مذہب کی تجدید ہونے لگی کیونکہ سورنگا۔ کانوا اور اندھرا خاندان جو یکے بعد دیگرے سلطنت موریہ کے جانشین ہوئے مذہباً ہندو تھے۔ کانوا برہمن خاندان تھا۔ پشیامتر نے اسوامیدہ (گھوڑے کو قربان) کرنے کی قدیم رسم کو ادا کیا تھا یہ راجہ ہندو مذہب کا حامی تھا

اسی کے عہد سے ہندو مذہب کی وہ تحریک شروع ہوئی جس نے بارہ سو برس کے طویل عرصہ میں بدھ مذہب والوں کو پھر ہندو مذہب کا حلقہ بگوش بنا دیا۔ ہندو مذہب کے ساتھ سنسکرت بھی از سر نو زندہ ہوئی۔ تین سو برس پہلے پنی اشٹا دھیا تصنیف کر چکا تھا۔ اسٹا دھیا۔ سنسکرت کی سب سے بڑی قواعد ہے اور اسی کی بدولت سنسکرت کو علمی زبان بننے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ پٹان جلی سنسکرت کا مشہور قواعد داں جس نے پنی کی شرح لکھی ہے پشیا مترا کا ہمعصر تھا۔

عہد موریہ کا تمدن

۵۔ موریہ عہد کے تمدن کی شہادتیں یونانی سفرا کی تصنیفوں اور نیز کنٹلیا کے ارتھا شاستر میں بکثرت موجود ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی تمدنی حالت پرانی دنیا کی متمدن قوموں سے کسی طرح گھٹکر نہ تھی۔ یہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ تیسری صدی قبل مسیح میں متمدن اقوام جزیرہ سفیلہ سے چین کے شہر پکین تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اور یونانی تہذیب کا اثر ہندوستان کے حدود تک پہونچ چکا تھا۔ رُوم اور مصر مماثل تہذیب کے سر چشمہ تھے ۲۲۱ء ق۔م۔ میں چین کے پہلے شہنشاہ نے اس ملک کو متحد کر دیا تھا ۲۰۶ء ق۔م سے خاندان ہان کی شان دار حکومت کا آغاز ہوا یہ خاندان چار سو برس تک چین پر حکمراں رہا۔ ہندوستان اس بین الاقوامی جماعت کا رکن تھا پٹالی پتر کی مجلس بلدی میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ایک صیغہ غیر ملک والوں کے اعداد و شمار رکھنے کے لیئے مخصوص تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ممالک غیر سے آمد و رفت بکثرت تھی اور تعلقات بہت زیادہ تھے اگرچہ اُس زمانہ میں بار برداری اور درازی مسافت کی دقتیں ایسی تھیں کہ بین الاقوامی تعلقات سے کوئی بڑی تحریک دوسرے ملکوں میں پھیلائی نہیں جا سکتی تھی لیکن باوجود ان مشکلات کے اور کوہ ہمالیہ کی دشوار گزار حد فاصل کے بدھ مذہب جس کی نشو و نما ہندوستان میں ہوئی تھی چین کے دور اُفتادہ ملک میں سُرعت کے ساتھ عہد موریہ ہی میں پھیل گیا تھا۔

پٹالی پتر بابل ہمدان اور نینوا سے کم نہ تھا۔

۶۔ سلطنت موریہ کا دارالامارت پٹالی پتر۔ تجارت۔ نظم و نسق کی خوبی اور شان و شوکت میں بابل ہمدان اور نینوا سے کم نہ تھا دریائے گنگا اور سون کے

سنگم پر یہ شہر آباد تھا۔ شاہان موریہ کے درباروں کی عظمت و جلالت شہنشاہان مغل کے دربارو ں
کی ہم پلہ تھی پری چہرہ خواصوں کے جُھرمٹ میں بادشاہ کی سواری نکلا کرتی تھی یہ خواصیں غالباً
باختر اور یونان سے آتی ہونگی۔ اگنی متر کے دربار کی حشمت کا ذکر کالیداس نے ایک ناٹک میں
کیا ہی کالیداس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ اس راجہ کا دربار صحیح المذاقی اور اعلیٰ تہذیب سے
مزّین تھا اگرچہ اور درباروں کی طرح اس دربار میں بھی سازشیں ہوتی تھیں لیکن ادب اور فنون
لطیفہ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے درباریوں کی دلچسپی کے لیے گویئے کنچنیاں اور
ناٹک والے رکھے جاتے تھے اُن کے رکھنے سے محض درباریوں کی اخلاقی اصلاح مقصود
ہوتی تھی کنکلبا نے ارتھاشاستر میں جو اصول سیاست بیان کیئے ہیں وہ میثاولی کے اصول سے
بہت کچھ ملتے جُلتے ہیں ارتھاشاستر کا مصنّف ان اصول کے موجد ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا
وہ ایسی باتیں لکھتا ہی جو راجگان سلف برت چکے تھے اس دعوے کے ثبوت میں متعدد شہادتیں
ارتھاشستر میں پیش کی گئی ہیں جو بدقسمتی سے ہم تک نہیں پہونچ سکیں اس قدیم زمانہ میں حکومت
کی بنیاد جاسوسوں پر تھی حکومت کو خوفناک سازشوں بیرحمی سے فرو کرنے میں پس وپیش
نہوتا تھا اشوک کے عہد کو مستثنےٰ کرکے حکومت کا کوئی خاص سیاسی منشا بجز حاکم کی خودنمائی اور
غنیموں کی تسخیر کے نہوتا تھا۔

شمالی ہند کے مشہور شہر | ۷۔ دارالامارت کے علاوہ اور بہت سے شہر شمالی ہند میں تھے جن میں
ٹیکسیلا۔ اُجین۔ ٹمرالپتی۔ بنارس۔ متھرا اور سانچی زیادہ مشہور تھے یہ بڑے بڑے تجارتی شہر
تھے اور ان کی آبادی بھی خاصی تھی۔ سری نگر کشمیر کے علاقہ میں شاہ اشوک نے طرب گاہ کے
طور پر آباد کیا تھا۔ پٹالی پتر کے تفصیلی بیان کے بعد ان شہروں کی عظمت کا ذکر طوالت سے
خالی نہ ہوگا یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ شہر کم وبیش دارالامارت ہی کی وضع پر ہوں گے اور ان میں بھی
غالباً مجالس بلدی قایم ہونگی۔ اس دور کے طرز عمارت پر ہم تحقیق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ
اُسکی یادگار سانچی کے پھاٹک کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہی۔ سانچی کے ماقبلی آثار سے ثابت ہوتا ہی

ہندی تمدن | ۹۔ یہ امر مسلم ہی کہ حضرت مسیح کی ولادت کے وقت ہندوستان تمدن کے اعلیٰ مدارج طے کرچکا تھا۔ یہ تمدن عرصۂ دراز کی تدریجی نشو نما اور فطری ارتقار کا نتیجہ تھا۔ ہندوستان کی سیاسی زندگی فارس اور باختر کی یونانی حکومت کے اثر سے شہنشاہی کے درجہ پر پہونچ چکی تھی اور اجتماعی زندگی نہایت گہرے اور شریف تمدن کا پرتو تھی۔ آئندہ دو سو برس تک یہ فطری ترقی سیاسی جھگڑوں کی وجہ سے رُکی رہی۔ جسکا ذکر ہم دوسرے باب میں کریں گے۔

تیسرا باب

دورانحطاط

حضرت مسیح کی پیدائش کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت | ۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے وقت ہندوستان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم نظر آتا ہی ان ریاستوں میں بعض ذی اثر تھیں اور بعض کمزور اور فارس کے یونانی تاجدار خاندان سلوکس کی غلامی سے آزاد ہوکر ہندوستانی ریاستوں پر حملہ آور ہونے لگے تھے۔ چنانچہ گذشتہ باب میں میننڈر کے حملہ کا ذکر آچکا ہی۔

میننڈر باختر کے فرمانروا پنجاب پر مسخر کرچکے تھے | ۲۔ شمالی اور مغربی ہند (یعنی متھرا سے کابل تک) کے خطہ میں کچھ چاندی اور تانبے کے سکہ برآمد ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہی کہ باختر کے یونانی فرمانروا صوبہ پنجاب کو قلمرو باختر میں شامل کرچکے تھے اس سکوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ ہندی تہذیب سے یونانی الاصل بادشاہ پورے طور پر متاثر ہو چکے تھے کیونکہ ہلیوکیلوس کے سِکّہ پر ایک طرف " باسیلیو۔ ڈیکایو ہلیوکیلوس " کندہ ہی اور دوسری جانب پراکرت میں اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کھدا ہوا ہی " مہاراجاسا۔ دہرماکیسا ہیلیاکراسا "، لیکن باوجود ان شہادتوں کے ان کو شاہان ہند کہنا سخت غلطی ہی۔ گو یہ واقعہ ضرور ہی کہ ہندوستان کا ایک صوبہ یونانی

کہ ہندی فن تعمیر حدِ کمال کو پہونچ چکا تھا موریہ عہد تک زیادہ تر مکانات لکڑی کے بنائے جاتے تھے۔ ایم۔ فاؤشر کی تحقیق کے مطابق تیسری صدی قبل مسیح سے لکڑی کے بجائے پتھر استعمال ہونے لگا بدھ گیا اور بھارت کی سنگی جالیاں اسی قرن کی یادگار ہیں۔ ساتا کرمی اور موریہ خاندان کے حوالے اس کا قطعی ثبوت ہیں کہ یہ جالیاں دوسری صدی۔ ق۔م میں بنائی گئی ہونگی۔ اس میں شبہ نہیں کہ شاہان موریہ کو فن تعمیرات سے بڑی دلچسپی تھی۔ شہنشاہ اشوک نے بہت سے خوبصورت محل تعمیر کروائے تھے اور اگر وہ محلات نہ بنواتا تب بھی اسکی عظمت ظاہر کرنے کے لیے وہ عمودی کتبے کافی تھے جو ہندوستان کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے ہیں فن تعمیر کے علاوہ دوسرے فنون جنھیں سنسکرت میں کالا کہتے ہیں کمال کو پہونچ چکے تھے منجملہ اُن کے رقص کی تعلیم شاہی محلوں میں دیجاتی تھی جیسا کہ کالیداس کی ملادی گنگنامتر سے معلوم ہوتا ہے موسیقی و مصوری عام طور سے پسند کیجاتی تھیں یونانی سفیر کا بیان ہے کہ چندر گپت کے محل کے مذہب ستون سنہری منبت کاری اور روپہلی چڑیوں سے مزیّن تھے۔ علم موسیقی ہندوستان کا نہایت قدیم فن ہے اور عہد موریہ سے بہت پہلے ہندوستان اس فن میں کامل ہو چکا تھا۔

ہندی زندگی سیاسیات سے کم متاثر ہوتی ہے

۸۔ تجربہ شاہد ہے کہ ہندوستان کی حقیقی زندگی سیاسی انقلابات سے بہت کم متاثر ہوتی ہے۔ چنانچہ زراعت جس طرح عام بسر اوقات کا ذریعہ ابھی تک بنی ہوئی ہے اُس زمانہ میں بھی اس پر عام زندگی کا مدار تھا۔ زراعت کے ساتھ ساتھ دوسرے پیشے اور دستکاریاں بھی رائج تھیں شاہانہ لباسوں میں عمدہ ململ استعمال ہوتا تھا۔ نہایت قدیم زمانہ سے ہندوستان بیش قیمت کپڑوں کے لیے مشہور ہے۔ کپڑوں کے علاوہ مٹی کے برتنوں کا کام۔ سونے اور چاندی کا طرح طرح کا کام اور دوسری دستکاریاں شاہان موریہ کے عہد میں فروغ پر تھیں ہر پیشہ کے پیشہ ورونکی۔ جماعتیں علیحدہ علیحدہ قائم کی گئی تھیں۔ (جماعت کے) افراد پر جماعت کا پورا قابو ہوتا تھا۔ پیشہ وروں کی جماعتیں شاہان موریہ سے پہلے قائم ہو چکی ہونگی کیونکہ ارتھ شاستر میں ان کا ذکر جا بجا پایا جاتا ہے ان جماعتوں کی داخلی نزاعات کا فیصلہ پنچایت کے ذریعہ سے ہوتا تھا

سرحدی ریاست میں شامل ہوگیا تھا۔اور ڈیو ریٹیرلیس نے شاہ ہند کا خطاب ۱۹۵ سنہ ق.م میں اختیار کیا تھا لیکن اسے ہندوستان کا شہنشاہ کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ چارلس دوم شاہ انگلستان کو شہنشاہ فرانس کہنا۔کیونکہ چارلس کے شاہی نشان پر فرانسیسی اور انگریزی قومی علامات بنی ہوئی تھیں۔

مغول قبائل یوح چی کا خروج | ۳۔ بہر نوع یونانی سرحدی ریاست دیرپا نہ تھی اور تھوڑے ہی عرصہ میں انحطاط پذیر ہوگئی سنہ ۱۲۰ ق.م میں یوح چی قبائل مملکت چین سے نکال باہر کیے گئے۔ان قبائل نے ساکا قوم کو جو سر دریا کے مغرب میں آباد تھے شکست دیکر کوہ ہندوکش تک قبضہ کرلیا سرحد کی یونانی حکومت کمزور پڑ ہی چکی تھی۔یوح چی قبائل نے جنھیں ہندی مؤرخ قوم کش نام سے تعبیر کرتے ہیں یونانیوں کی باقی ماندہ قوت کا خاتمہ کردیا سنہ ۴۵ء میں خادبیشی اوّل نے سرحد پر ایک زبردست حکومت قائم کی جس کے حدود فارس سے پنجاب تک پھیلے ہوئے تھے غالباً خیوا اور بخارا بھی اس حکومت کے اثر میں آچکے تھے خادبیشی ۸۰ برس زندہ رہا سنہ ۸۵ء میں اس نے وفات پائی۔اس بادشاہ کی قائم کی ہوئی سلطنت میں گو ہندوستان کا زیادہ حصّہ نہ تھا لیکن جو کچھ بھی تھا وہ ہندی تہذیب اور فلسفہ سے مملو تھا۔خادبیشی دوم باپ کا جانشین ہوا۔اس نے ہندی مقبوضات کی توسیع کی اور سلطنت چین پر حملہ کیا۔چین کے حملہ میں خادبیشی دوم کو ناکامیابی ہوئی اور وہ شاہ چین کو خراج دینے پر مجبور ہوا خادبیشی دوم کے سکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیوا کی پرستش کرتا تھا۔اس بادشاہ نے سنہ ۱۱۰ء میں وفات پائی۔شہنشاہ کنشک خادبیشی کا لڑکا تھا۔شاہ بندوسار کی طرح اس بادشاہ کو بھی ایک باعظمت بادشاہ کے فرزند اور ایک اولوالعزم شہنشاہ کے باپ ہونے کا فخر حاصل ہے۔

کنشک اعظم | ۴۔شاہ کنشک خاندان کشن کا تیسرا تاجدار ہے۔فرمانروایان کشن میں اسکی وہی حیثیت ہے جو شاہان موریہ میں اشوک کی۔شاہ کنشک کا سال جلوس اگرچہ تحقیق کے ساتھ معلوم نہیں ہو سکا لیکن اس کے عہد کے خاص واقعات پایہ ثبوت کو پہونچ چکے ہیں۔اس جلیل القدر تاجدار

نے کشمیر فتح کیا تھا کشمیر مین بہت سی عمارتین بنوائین تھین - اور ایک شہر اپنے نام پر آباد کیا تھا،
اسکی فتوحات مین پتالی پتر بھی شامل ہے اس کے عہد مین فارس پر کامیابی کے ساتھ حملہ کیا گیا تھا
فارس کے علاوہ کاشغر - یارقند ختن بھی کنشک نے فتح کیا تھا - اسطرح اسنے گویا چین سے بدلہ
لیا جو اس کے باپ سے خراج وصول کرچکا تھا - اسمین شبہ کی مطلق گنجایش نہین کہ شاہ کنشک
نہایت زبردست سلطنت کا مالک تھا ہمعصر سلطنتون سے اس کے دوستانہ سیاسی تعلقات
تھے - اسکی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی - ابھی تک بُدھ مذہب والون کے نزدیک شاہ
کنشک رتبہ مین اشوک کے سوا کسی دوسرے بادشاہ سے کم نہین سمجھا جاتا -

کنشک بُدھ مذہب اختیار کرتا ہے - ۵ - کنشک آخر عمر مین بُدھ مذہب کا پیرو ہو گیا تھا سکّون کی شہادت سے
معلوم ہوتا ہے کہ سنہ جلوس کے بہت دنون بعد اس نے بُدھ مذہب اختیار
کیا تھا - شاہ کنشک کے بُدھ مذہب اختیار کرنے سے اس مذہب کا ستارہ پھر بلند ہو گیا - شاہ
اشوک کی تقلید مین بُدھ مذہب کی لطنی نزاعات طے کرنے کے لئے اسنے ایک جلسہ کشمیر مین بمقام
کندلا دانا طلب کیا - اس جلسہ مین ۵۰۰ سے زیادہ مذہب شناس شامل ہوئے تھے جنمین دارد ہتر
اور گھوش بدھ مذہب کے جید عالم اور جلسہ کے روح روان تھے جلسہ کے مقاصد مین اصول
مذہب کی ترقی مذہبی اختلافات کا تصفیہ - مذہبی کتابون کی تشریح و توضیح شامل تھی یہ تمام
باتین حسن وخوبی سے انجام پائین - اس عظیم الشان واقعہ نے کنشک کے نام کو ہمیشہ کے لئے
زندہ کردیا اور یہی اسکی شہرت کا باعث ہوا -

ھدوشک اور واسدیو کنشک کے جانشین ہوئے ۶ - ھدوشک اور واسدیو شاہ کنشک کے جانشین ہوئے ان مین
کوئی خاص خوبی نہ تھی سلطنت کشن کا زوال الفین کے عہد سے شروع
ہو گیا - واسدیو کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی تہذیب کا اثر قوم کشن پر غالب آچکا تھا -
بعد ازان سلطنت کشن بتدریج گھٹتی رہی - یہانتک کہ تیسری صدی عیسوی مین یہ زبردست
حکومت صفحہ ہستی سے بالکل ناپید ہو گئی -

خاندان سوکا کا عروج | ۷۔ دولت کش کی تباہی خاندان سوکا کے عروج کا باعث ہوئی۔
اس خاندان نے گو چند ہی سال شمالی ہند پر حکومت کی لیکن اس قلیل مدت مین
اس نے دو دیرپا یادگارین تاریخ ہند میں چھوڑی ہیں۔ ان میں سے ایک ساکا سنہ
تاریخ ہے۔ جو اسوقت تک رائج ہے اس خاندان کی دوسری یادگار صوبہ داریان
ہین۔ سلطنت سوکا متعدد صوبوں میں تقسیم تھی۔ ہر صوبہ کیتھرا پایا شترایا کہلاتا تھا جو لفظ
سٹریپ کا ہندی ہے ٹیکسیلا۔ متھرا۔ اجین اور کاٹھیاواڑ کے وسیع رقبہ میں صوبہ داریاں قایم
تھیں۔ سکون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان یونانی الاصل تھا۔ لیکن تھوڑے دنون
کی بود و باش نے اسے ہندو بنا دیا اور جس قوم پر وہ حکمراں تھا اسکی تہذیب اسے
اختیار کرنا پڑی۔

سنہ ۳۰۰ء میں ہندوستان کی حالت | ۸۔ سنہ ۳۰۰ء میں شمالی ہند کی تاریخ بالکل تاریک نظر آتی ہے
یہ سیاسی انحطاط کا زمانہ تھا طوائف الملوکی اور نوزیت کے عناصر ہندی فضا میں چھائے
ہوئے تھے لیکن اجتماعی و مذہبی نکتہ نظر سے پہلی۔ دوسری اور تیسری صدی عیسوی
خاص توجہ کے قابل ہین۔ کیونکہ ان تین سو برس مین ایک زبردست مذہبی انقلاب
پیدا ہوا۔ جس کا مجمل بیان یہ ہے کہ بدھ مذہب نے بہت سی تبدیلیوں کے بعد بالآخر
قدیم ہندو فلسفہ کو جزو مذہب بنا لیا جس سے اس مذہب والے دو بڑی جماعتوں ہیں
تقسیم ہو گئے۔ (یہ جماعتیں اگرچہ پہلے سے موجود تھین لیکن تیسری صدی مین ان کی اختلافات
بہت بین ہو گئے تھے) جو ہنایانا اور مہایانا کے نام سے مشہور ہیں۔ مہایانا فرقہ کی مقدس زبان
سنسکرت قرار پائی۔ یہ فرقہ ہندو مذہب سے قریب تر ہو گیا جسکی بڑی دلیل یہ ہے۔ کہ
اس کے اعلیٰ خیالات بھگوت گیتا سے ماخوذ تھے تارا ناتھ اور سدھرم پنداریکا بیان ہے
کہ مہایانا فرقہ کا بانی راہلا بھدرا نامی ایک برہمن تھا جسے کرشن جی سے خاص عقیدت
تھی۔ بدھ مذہب کی عجیب و غریب تبدیلیان خاص توجہ کے قابل ہین۔ شاہ اشوک

نے ایک غیر معروف فرقہ کو عالمگیر مذہب بنا دیا تھا۔ چند صدی بعد شاہ کنشک نے اسمیں اصولی تبدیلیاں کیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی صدی عیسوی میں بدھ مذہب میں وہ سادگی باقی نہ رہی جو گوتم بدھ کی تعلیم کا منشار تھی۔ گوتم بدھ نے زندگی کے رنج والم سے نجات حاصل کرنے کی سیدھی راہ نکالی تھی۔ شاہ کنشک کے عہد میں یہ سادہ مذہب حکمت و فلسفہ کا معمہ بنکر رہگیا۔

ہندو مذہب میں انقلاب ۹۔ بدھ مذہب کے ساتھ ہندو مذہب بھی انقلاب پذیر ہو رہا تھا۔ اس مذہب میں بہت سے نئے فرقے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ انمیں مشہور ترین فرقہ وہ تھا جو واسدیو نارائن کی پوجا کرتا تھا واسدیو کی پوجا گوتم بدھ کے بہت پہلے سے ہوتی آرہی تھی گوتم بدھ کے زمانہ حیات میں واسدیو کی پوجا عام طور سے رائج تھی۔ ہیناسہر کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری صدی ق م میں ھلیوداس نے گزنڈا دھواجا واسدیو کی نظر چڑھایا تھا۔ تیسری صدی عیسوی میں واسدیو کی اہمیت اسوجہ سے دوبالا ہوگئی کہ کرشن اور واسدیو ایک ہی دیوتا کے دو مختلف نام سمجھے جانے لگے گو اس سے پیشتر واسدیو کی مان دان کم نہ تھی لیکن دونوں ہستیوں کے ایک ہو جانے سے ایک زبردست انقلاب مذہبی دنیا مین پیدا ہوا جسکا اثر کروڑون آدمیون کی زندگی پر پڑا۔ واسدیو کے ابتدائی تذکرون مین کرشن جی کا ذکر تک نہیں آتا ہے حضرت مسیح سے پیشتر واسدیو کی پوجا کرنے والے کرشن کہنی۔ انکی گوپیون اور وندرا ون کی طربگاہ سے مطلق آشنا نہ تھے۔ حالانکہ اس کلہ بان دیوتا کی داستان تعیش پران کے اہم واقعات مین اب شمار ہونے لگی ہے یہ دونوں دیوتا کیونکر ایک ہوگئے یہ تبلانا ناممکن ہے لیکن اس مین شبہ نہین کہ ان دونوں کے ایک ہوجانے سے ہندی زندگی اور تمدن پر بہت گہرا اثر پڑا۔

فرقہ سیوا کی ابتدا ۱۰۔ تیسری صدی عیسوی میں فرقہ سیوا کی ابتدا ہوئی۔ اگرچہ متعدد سیوا فرقہ پیشتر سے موجود تھے لیکن ان فرقون کا نہ کچھ اثر تھا اور نہ ان کے ساتھ ہم خیالوں کی معتدبہ جماعت تھی۔ تیسری صدی مین سیوا عقیدہ نے گہرا مذہبی رنگ اختیار کیا۔ اس کی تائید میں یہ دلیل موجود ہے کہ فادیشی کے سکون پر ذیل کی عبارت کندہ ہے۔ کہ وہ سیوا کا پجاری ہے اس کے ثبوت مین دوسری

دلیل پیش کیجا سکتی ہے کہ مشہور فرقہ پاسوپت سیوا کی پوجا کرتا تھا۔ غالباً زیر بحث صدیون مین ہند مذہب نے وہ شکل اختیار کر لی تھی جو آج تک موجود ہے۔ اِس کے بعد آٹھوین صدی عیسوی مین شنکراچار نے ہندو مذہب کی آخری شیرازہ بندی کی۔ اِس نے پرانی تعلیم کو واضح کر دیا اور اسے فلسفیانہ خیالات سے مستحکم بنا دیا۔

نوٹ ۔ دولت کشن کی تاریخون پر مورخین متفق نہین ہین۔

چوتھا باب

جنوبی ہند کی تاریخ

جنوبی ہند کے تعلقات مصر و بابل سے

۱۔ ہم پڑھ چکے ہین کہ تمدن اور اخلاق کے لحاظ سے جنوبی ہند ہندوستان کے شمالی حصہ سے بالکل ہی مختلف تھا۔ ہندو سیاسی زندگی کوہ وندھیا کی سنگی فصیل مدت تک پار نہ کر سکی تھی۔ ملک کے دونون حصون مین تجارت اور نیز آمدورفت کا واحد ذریعہ سمندر تھا۔ ابتدائے تاریخ سے جنوبی ہند کے تجارتی تعلقات۔ بابل۔ شام اور مصر سے چلے آتے تھے۔ اکسفورڈ کے مشہور پروفیسر سایکس نے دکھایا ہے کہ ۳۰۰۰ ق۔م مین جنوبی ہند اور بابل کے مابین رشتہ تجارت کا سراغ ملتا ہے۔ جے کینیڈی کا خیال ہے کہ ۷۰۰ ق۔م کے کچھ قبل سے جنوبی ہند اور بابل کی بحری تجارت کا بین ثبوت ملتا ہے۔ بخت نصر کے محل سے اور نیز بابل کے ایک مندر سے ہندی شیشم کی لکڑی برآمد ہوئی ہے جس سے یہ دعویٰ پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتا ہے کہ ۳۰۰۰ ق۔م مین جنوبی ہند اور بابل کے درمیان تجارتی تعلقات تھے۔ ماہرین آثار قدیمہ کے اس مختلف فیہ مسئلے سے قطع نظر کرکے کہ مصر اور ہندوستان کے تجارتی تعلقات کب شروع ہوئے تھے۔ ہمارے لئے اتنا جان لینا کافی ہے کہ ۱۰۰۰ ق۔م مین وسط ایشیا کے ممالک جنوبی ہند سے بخوبی واقف تھے۔

شمالی ہند جنوبی ہند سے عرصہ تک نا آشنا رہا

۲- اگرچہ کوہ وندھیا کے جنوب میں رہنے والے اہل مصر وشام سے آمد و رفت رکھتے تھے لیکن آریہ ورت کے ہندو باشندوں کو مطلق اسکا علم نہ تھا۔ ستارا عہد میں پہلے پہل کوہ وندھیا آریوں نے پار کیا۔ لیکن عہد موریا تک اس واقفیت سے بہت کم فائدہ اٹھایا گیا اور آمد و رفت برائے نام رہی۔ پنینی جو ۷۰۰ یا ۸۰۰ برس حضرت عیسے علیہ السلام سے پہلے گذرا ہے جنوبی ہند کا اپنے جغرافیہ مین ذکر تک نہیں کرتا ہندوستان کے انتہائی جنوبی ممالک اسکی کتاب کوہ وندھیا کے شمالی سرحد پر ختم ہوجاتے ہیں۔ دوسو برس بعد کتیانا پانڈیا اور چولا ممالک کا ذکر کرتا ہے یہانتک کہ پتانجلی جو پشیامتر کا ہمعصر ہے مہابھاشیا میں جنوبی ہند سے کماینبغی واقف معلوم ہوتا ہے اس کتاب میں جنوبی ہند کے مشہور شہر کانچی پورم کا متعدد بار ذکر کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں یونانی سفیر میگاس تھینیز اور چندر گپت کے وزیر چانکیا دونوں نے جنوبی ہند کی سیاسی حالت کا ذکر کیا ہے یہان پر یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ مدورا کے فتح ہونے کا ذکر شاہ بندوسار کے ذکر میں گذر چکا ہے۔

اشوک کے عہد سے جنوبی ہند کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔

۳- جنوبی ہند کی تاریخ شہنشاہ اشوک کے عہد سے شروع ہوتی ہے اس کے کتبوں سے جنوبی ہند کی تاریک زندگی پر پہلی مرتبہ روشنی [پڑ]تی ہے۔ کالنگا کی فتح جنوبی ہند کا پہلا تاریخی واقعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ رائس نے ریاست میسور کے شہر سدوپورم میں شاہ اشوک کے کتبے دریافت کئے ہیں جن سے اسکا قطعی ثبوت ملتا ہے [کہ] شہنشاہان موریہ کی سلطنت میں میسور بھی شامل تھا۔ مزید براں اشوک کے ایک کتبہ میں جنوبی ہند [کی] ریاستوں) کے نام درج ہیں اس کتبہ کی عبارت کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"پیاداسی شہنشاہ گردون رکاب کی مملکت کے ہر گوشہ میں۔ نیز سرحدی ریاستوں میں جیسے کہ اقوام چولا پانڈیا ستیا پترا اور کالا پترا کے ممالک سرحد سرندیپ کے قریب ہیں انیٹاکس شاہ یونان وغیرہ وغیرہ۔

ساحلی صوبوں کا ذکر | ۴۔ ۸۰ء میں پیری پلوس کا مصنف ہندوستانی ساحلی صوبوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ کرتا ہے۔ اس نے چرا یوتھینا (صوبہ کیرالا پتر) کے مشہور شہروں کے نام اس کتاب میں درج کئے ہیں منجملہ شہروں کے اس صوبہ کے بندرگاہوں میں مصنف نے موزیری (کنانور) بکانا (ویجرانی) اور بٹیا کے نام لکھے ہیں۔ علاوہ بریں مشرقی ساحل کے اور بہت سے شہروں کا ذکر اس کتاب میں ملتا ہے اس مصنف کا بیان ہے کہ جنوبی ہند کی بحری سرگرمی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ ساحلوں پر عموماً دو طرح کی کشتیاں رہتی تھیں ساحلی کاروبار کے لئے علیحدہ اور دور و دراز مسافروں کے لئے علیحدہ۔ جنوبی ہند کی بحری تجارت کا مزید ثبوت ایک قدیم تامیل کتاب کی حسب ذیل عبارت سے ملتا ہے "گھوڑے دور و دراز ملکوں سے جو سمندر پار واقع ہیں لائے جاتے تھے مرچ جہازوں پر آتی تھی۔ سونا اور جواہرات شمالی پہاڑوں سے نکلتے تھے۔ صندل اور بخورات مغربی سمندر کے پہاڑوں سے تاجر لاتے تھے۔ مرجان مشرقی سمندر میں بافراط پیدا ہوتا تھا جنہیں گنگا کا پانی گرتا ہے۔ غلہ دریائے کاویری کے کنارے بویا جاتا تھا۔ جزیرہ سرندیپ سے بھی غلہ آتا تھا۔ برما کے شہر کالا کرام سے مختلف چیزیں جنوبی ہند میں تاجر لاتے تھے" اس طرح ہندوستان کے بندرگاہ ممالک غیر کی پیداوار سے مالامال رہتے تھے۔

جنوبی ہند کی سیاسی زندگی | ۵۔ جنوبی ہند کی سیاسی زندگی کا آغاز حکومت اندھرا سے ہوتا ہے یہ حکومت سلطنت موریہ کے زوال سے پیدا ہوئی تھی شہنشاہ اشوک کی وفات کے بعد رام نوکھا اور کرشن راجگان اندھرا نے مرکزی حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ریاست اندھرا کے حدود وسیع کئے پھر بھی ۲۲۰ ق م تک خاندان اندھرا قریب قریب گمنام رہا کچھ دنوں بعد کنوا خاندان کی تباہی سے راجگان اندھرا کی قوت دوبالا ہوگئی اور ان راجاؤں نے ست کرنی کا لقب اختیار کرلیا۔ اس خاندان کا ایک راجہ جسکا نام ہالا تھا۔ ہالا ستائی کا مشہور مصنف ہے۔ خاندان اندھرا کا دوسرا مشہور راجہ گوتامی پتر ست کرنی تھا۔ یہ ۱۰۵ء میں گدی نشین ہوا۔ بدھ اور ہندو مذہبوں کا یہ حامی تھا۔ اسکا دعویٰ تھا کہ اس نے سات دہانا قوم کی عظمت کو دوبارہ زندہ کیا۔ راجگان اندھرا کے سکون سے اندھرا کی بحری

قوت کا پتہ چلتا ہے۔

انتہائی جنوبی ریاستین | ۶۔ انتہائی جنوبی ریاستیں یعنی پانڈیا۔ چیلا۔ چیرا۔ ہمیشہ آپسمیں لڑا کرتی تھیں سنہ عیسوی کے آغاز میں راجہ کریکالا ریاست چولا کا فرمانروا تھا۔ اس بیدار مغز راجہ نے رفاہ عام کے بہت سے کام انجام دئے تھے منجملہ ان کے دریائے کاویری کے کنارے پشتہ بندی کی تھی اور ایک بندرگاہ پوہار کے نام کا آباد کیا تھا۔ یہ بندرگاہ تھوڑے ہی دنوں میں تجارتی شہر ہوگیا۔ چولا قوم کا عروج چند روزہ تھا تھوڑے عرصہ بعد چیرا قوم اس پر غالب آگئی۔ اس قوم کے راجہ کا نام لال چیرا تھا۔ چیرا قوم کا غلبہ بھی عارضی تھا۔ دو تین پشتوں کے بعد جاتا رہا۔ لال چیرا کے جانشینوں کو پانڈیا قوم نے شکست دی بعد ازاں پانڈیا قوم مدت دراز تک حاوی رہی یہانتک کہ قوم پلاوا نے اسکا قلع وقمع کیا۔ راجگان پانڈیا تامیل علم ادب کے سرپرست تھے۔ ان کے عہد مین تامیل زبان نے بہت ترقی حاصل کی۔ تھیروخورال جو تامیل زبان کی واحد فلسفیانہ کتاب ہے پہلی یا دوسری صدی عیسوی میں لکھی گئی تھی اور یہی راجگان پانڈیا کے عروج کا زمانہ ہے۔

جنوبی ہند اور جزیرۂ لنکا | ۷۔ جنوبی ہند اور لنکا میں زمانۂ قدیم سے چولی اور دامن کا ساتھ چلا آتا ہے۔ تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ یہ دونوں خطے وقتاً فوقتاً نبرد آزما ہوتے رہتے تھے۔ جزیرۂ لنکا کی مہا ومسا سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی عیسوی مین چولا قوم نے لنکا پر حملہ کیا تھا اور ۱۲۰۰ لنکا کے باشندے بطور اسیران جنگ کے جنوبی ہند مین آئے تھے ان قیدیوں سے دریائے کاویری پر کام لیا جاتا تھا۔ اس تاریخ میں یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لنکا کے راجہ گاجایا ہو کو لال چیرا نے کسی تقریب میں مدعو کیا تھا۔ چوتھی صدی خاندان پلاوا کے عروج کا زمانہ ہے جنوبی ہند کی تاریخ مین خاندان پلاوا خاص اہمیت رکھتا ہے اسکا ذکر مناسب موقع پر آئیگا۔

پانچواں باب

دولت گپتا

دولت گپتا | ۱۔ تیسری صدی عیسوی کی تاریک اور نامعلوم دور کے بعد شمالی ہند پھر ایک زبردست حکومت کے زیر سایہ متحد اور متفق نظر آتا ہے جس کا دارالامارۃ ہندی روم یعنی پتالی پتر میں تھا یہ حکومت تاریخ میں دولت گپتا کے نام سے مشہور ہے۔ ہندی ادب حکمت اور فنون لطیفہ کے ساتھ سلطنت گپتا کا نام ابدالاباد تک زندہ رہیگا۔ شاہان گپتا کا دور تاریخ ہند کا بہترین زمانہ تھا۔ اس دور کو ست جگ کہنا بالکل حق بجانب ہوگا۔

مگدھ کا دوبارہ عروج | ۲۔ والی (ریاست) مگدھ چندر گپت کا عقد لیکاوی قبیلہ میں ہوا تھا چندر گپت کے نسب کے متعلق ہماری معلومات بہت کم ہے بجز اس کے ہم کچھ نہیں جانتے کہ چندر گپت گھالوٹ کچھا کا لڑکا تھا۔ گھالوٹ کے باپ کا نام گپتا تھا۔ لیکاوی قبیلہ کی قرابت نے اس غیر معروف والی ریاست کو ہندوستان کی سیاسی دنیا میں زبردست بادشاہ بنا کر کھڑا کر دیا چندر گپت معمولی آدمی نہ تھا موقع پاتے ہی ایک معمولی ریاست کو سلطنت کی درجہ پر پہونچا دیا اسی کے ایسے بلند دماغ راجہ کا کام تھا۔ چونکہ وہ جانتا تھا کہ لیکاوی قبیلہ کی قرابت نے اس کی قوت کو عالمگیر بنا دیا ہے اس لئے اس کے سکّو نپر لیکاوی شاہزادیکا نام اس کے نام کے ساتھ نظر آتا ہے۔ سکون پر راجہ اور رانی کا نام ایک ساتھ دیکھکر عہد گپتا مین طبقۂ نسوان کی منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ۳۲۱ء مین چندر گپت نے مہاراج وہمیراج کا لقب اختیار کیا۔ اس مبارک تقریب کی یادگار مین گپتا سنہ تاریخ کی ابتدا کی گئی یہ سنہ عرصۂ دراز تک ہندوستان مین رائج رہا۔ چندر گپت کی سلطنت کے حدود صحت کے ساتھ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکے ہیں لیکن گمان غالب ہی کہ شمالی ہند کا بیشتر حصّہ اسکے تحت

میں آچکا تھا۔

سمدر گپت | ۳۴۔ چندر گپت کے بعد اس کا بیٹا سمدر گپت تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اسے ایک متبحر مورخ نے جو صفات کے صحیح استعمال سے آشنا نہیں معلوم ہوتا، ہندی نپولین کا لقب دیا ہے بادشاہ ہوتے ہی سمدر گپت نے شہنشاہی پر کمر باندھی۔ اس منصوبہ کی انجام دہی کے لئے پہلے شمالی ہند اور پھر جنوبی ہند کی تسخیر ضروری تھی۔ سمدر گپت کا سوانح نگار ہری سین ان ریاستوں کے نام گنا تا ہے جو اس اولو العزم بادشاہ کے ہاتھ پر فتح ہوئی تھیں۔ شمالی ہند سے فارغ ہو کر سمدر گپت نے جنوب کی طرف رخ کیا۔ اور ایسا عجیب و غریب دھاوا مارا کہ بہت کم عرصہ میں جنوبی جزیرہ نما کی انتہائی حد پر پہونچ گیا۔ غالباً کالیداس کے دماغ میں جب اس نے "رگھو کے گھر میں" تصنیف کیا ہے۔ سمدر گپت کے کارنامے ضرور ہونگے۔ کالیداس کا سمدر گپت کے عہد میں ہونا تقریباً یقینی ہے۔ دکن پر فوج کشی کرنے سے سمدر گپت کا یہ منشا نہ تھا کہ وہ جنوبی ریاستوں کو مٹا کر قلمرو مگدھ میں شامل کرلے۔ وہ صرف اپنی عظمت وسطوت کا سکہ پورے ملک میں جمانا چاہتا تھا۔ سمدر گپت کا عجیب وغریب دھاوا جو پاٹلی پتر سے دکن کے مشہور شہر کانجی پورم پر اور کانجی پورم سے پھر پاٹلی پتر پر کچھ ہی دنوں میں انجام دیا گیا تھا۔ دنیا کے قابل ذکر کارناموں میں شمار کئے جانے کا مستحق ہے۔ اس نوجی نقل وحرکت کی تمثیل ہنبل اور نپولین اعظم کے ہاں مل سکتی ہے لیکن ان میں اور سمدر گپت میں اتنا فرق ہے کہ سمدر گپت ان دونوں سے زیادہ کامیاب رہا۔

سمدر گپت کی حکومت کے حدود اربعہ | ۳۵۔ سمدر گپت کی سلطنت کے حدود اربعہ حسب ذیل قرار دئے جا سکتے ہیں شمال میں کوہ ہمالیہ۔ جنوب میں کوہ وندھیا۔ مشرق میں دریائے برہمپتر۔ اور مغرب میں دریائے سندھ اسکی سلطنت میں گجرات مالوہ اور دوآب کے علاقہ شامل تھے شمالی ہند پورا اسکے قبضہ میں تھا اور جنوبی ہند کے راجہ اسے شہنشاہ تسلیم کرتے تھے اس کی عظمت پران کے بادشاہوں کے ہم پلہ ہو چکی تھی۔ شاہان پیشین کی تقلید میں اسنے اسوامیدھا (گھوڑے کی قربانی) کی رسم ادا کی تھی تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ہندوستان میں اسکے برابر کوئی دوسرا راجہ نہیں ہے اس تقریب کی

شہادتیں اُسکے شاعر سوانح نگار کی تصنیفات میں سکّون میں اور ایک سنگی گھوڑے کی شکل میں جسپر حسب موقع عبارت کندہ ہے موجود ہیں یہ گھوڑا لکھنؤ کے عجائب خانہ میں تماشہ گاہ خلائق ہے،

ممالک غیر سے سمدر گپت کی تعلقات | ۵- آس پاس کے ہمعصر سلطنتوں سے جو ہندوستان کی جغرافوی حد سے باہر نہیں سمدر گپت کے دوستانہ تعلقات تھے چنانچہ لنکا کے راجہ میگھا درند نے اُسکے پاس سفیر بھیجکر لنکا کے بدھ جاتریوں کے لئے خانقاہ بنوانے کی اجازت طلب کی تھی۔ اس خانقاہ کی عمارت نہایت شاندار تھی اور جب چینی سیاح یودان جوانگ ہندوستان دیکھنے کی غرض سے آیا ہے یہ خانقاہ موجود تھی۔

کابل اور وسط ایشیائے کے بادشاہوں سے بھی سمدر گپت کے سیاسی تعلقات دوستانہ تھے،

سمدر گپت رزم و بزم دونوں کا مرد میدان تھا۔ | ۶- سمدر گپت رزم بزم دونوں کا مرد میدان تھا وہ خود شاعر تھا موسیقی میں اُسے خاص مہارت تھی اور اہلِ علم کا سرپرست تھا بعض کمیاب سکّوں میں تخت پر بیٹھا ہوا بین بجاتا دکھایا گیا ہے ایسے سکّے اُسکی فن موسیقی کی مہارت زندہ رکھنے کے لئے نکالے گئے ہوں گے دوسرے گپتا بادشاہوں کی طرح سمدر گپت بھی مذہباً ہندو تھا اُس کے سوانح نگار کا بیان ہے کہ اُسے وید پر عبور حاصل تھا افسوس ہے کہ اُس کے شاعرانہ تصنیفات میں سے ایک بھی باقی نہیں رہی۔

سمدر گپت کا سوانح نگار | ۷- سمدر گپت کا سوانح نگار اور ملک الشعرا ہری سین علوم متداولہ میں ماہر تھا ہری سین پر اساشک طرز کا موجد ہے باناس ہارشی چرتیا اسکی مشہور تصنیف ہے یہ کتاب متاخر سنسکرت تصنیفات کی طرح کچھ نظم میں ہے اور کچھ نثر میں۔ اس کتاب کی دوسری خوبی یہ ہے کہ یہ سنسکرت زبان کی پہلی خالص تاریخی تصنیف ہے۔ لیکن باوجود ان تاریخی شہادتوں کے سمدر گپت کا نام فلیٹ کے کتبات گپتا نے دوبارہ زندہ کیا ورنہ زمانہ اسے کب کا بھول چکا تھا۔

چندر گپت ثانی | ۸- سمدر گپت نے ۳۷۵ء میں وفات پائی اور چندر گپت ثانی اسکا جانشین

قرار پایا چندر گپت کے عہد حکومت میں ہندو مذہب کا عروج شروع ہوا - اس بادشاہ نے
وکرماجیت کا لقب اختیار کیا تھا - وکرماجیت کو اجاتا ساترو کی طرح عزیز ترین ہندو شاہی
نام ہونے کا فخر حاصل ہے -

چندر گپت ثانی کی فتوحات میں مغربی صوبہ گجرات کی فتح بہت نمایاں ہے بسنہ ۳۵۵ء
میں گجرات کا آخری (اسٹریپ یا کھترایا) صوبیدار رودر سنہا اس کے ہاتھوں سے قتل ہوا -
گجرات زمانہ قدیم سے بحری تجارت کی منڈی بنا ہوا تھا - اسکی فتح سے بیشمار دولت چندر
گپت ثانی کے خزانہ میں آئی ہوگی -

دارالامارت کی تبدیلی

۹ - حدود سلطنت کی توسیع سے دارالامارت تبدیل کرنے کی ضرورت
محسوس ہوئی ہوگی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سمدر گپت کے عہد میں شاہان موریہ کا دار السلطنت
چھوٹ چکا تھا - اور اس کے بجائے اجودھیا صدر مقام قرار پایا تھا - چندر گپت ثانی نے بھی اجودھیا ہی
میں بود و باش اختیار کی - دار السلطنت منتقل ہو جانے سے پتالی پتر کی رونق ضرور گھٹ گئی
ہوگی - مگر پھر بھی تذکروں سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت متمول اور آباد شہر تھا - پتالی پتر
کے بعد قدیم ہند کے قرون وسطیٰ میں صوبہ مالوہ کا صدر مقام اجین بہت بڑا شہر تھا - کیونکہ کالیداس
نے جو چندر گپت ثانی کا ہمعصر تھا اجین کی شان و شوکت کا ذکر کیا ہے -

چندر گپت ثانی کا مذہب

۱ - چندر گپت ثانی اپنے آبا و اجداد کی طرح مذہباً ہندو تھا لیکن اس
مین مطلق تعصب نہ تھا - اسکی بے تعصبی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کے عہد میں بدھ مذہب پر کسی
طرح کی زیادتی نہیں کی گئی - بلکہ برہمنوں کی طرح بدھ مذہب کے نام لیوا بھی شاہی عطیوں سے
سرفراز ہوتے رہے - چندر گپت کے عہد میں مشہور چینی مسافر فاہیان سیاحت ہند کی غرض
سے آیا تھا سنسکرت کی کتابوں میں اس شاندار عہد کی سیاسی و اجتماعی ترقی کا جو تذکرہ ملتا ہے
اسکی مزید تصدیق فاہیان کے سفرنامہ سے ہوتی ہے فاہیان ہندوستان مین سنہ ۴۰۵ء سے
سنہ ۴۱۱ء تک رہا - اس عرصہ مین اس نے سنسکرت سیکھی - اور بدھ مذہب کی مقدس کتابیں قصے

اور روایات جمع کئے۔

کمارگپت اول ۱۱- سنہ ۴۱۳ء میں چندر گپت ثانی رہگرائے عالم فانی ہوا اور کمارگپت اول
نے عنان حکومت سبنھالی - اس بادشاہ کے عہد کا صرف ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ وہ یہ کہ
اس نے بھی اسوامیدھا (گھوڑے کی قربانی) کی تقریب ادا کیا تھا جس سے اخذ کیا جا سکتا ہے
کہ گپتا فرمانروای کشمیر سے راس کموری تک مسلم ہو چکی تھی۔ کمارگپت کے آخر عہد میں قبیلہ پشیامتر
نے جو غالباً وادی نربدا میں آباد تھا بغاوت کی اسکندگپت کمارگپت کے بیٹے نے جو ولی عہد
سلطنت بھی تھا اس بغاوت کو بڑی زحمتوں کے ساتھ فرو کیا۔ سنہ ۴۵۵ء میں کمارگپت بیکنٹھ
باشی ہوا۔ اور اسکا بیٹا اسکندگپت تخت پر بیٹھا۔

اسکندگپت ۱۲- بادشاہ ہوتے ہی اسکندگپت کو ہن (تاتاری یا مغول) حملوں کی مدافعت
کرنا پڑی تاتاریوں نے (جنھیں مغربی مورخین قوم ہن کے نام سے موسوم کرتے ہیں) ایشیا
اور یورپ میں ایک ہی وقت میں خروج کیا تھا جس ملک میں ان کا گذر ہوا خاک اڑنے لگی،
تباہی اور بربادی ان کے جلو میں چلتی تھی۔ ان کی ایک شاخ نے سلطنت روما کی دھجیاں
اڑادی تھیں۔ ہندوستان میں خاندان گپتا کا اقتدار قیاصرہ سے کم نہ تھا۔ اسکندگپت نے
پہلے تاتاری سیلاب کو شکست دیکر کچھ دنوں کے لئے امن وامان کا سامان فراہم کر لیا۔ اس
فتح کی یادگار کے طور پر اسکندگپت کا ستون بھتیری ضلع غازی پور میں موجود ہے اس ستون
پر کچھ اشعار کندہ ہیں جنمیں اسکندگپت کی فتوحات کا مضمون نظم کیا گیا ہے۔ سنہ ۴۷۰ء
مین تاتاریوں کا دوسرا حملہ ہوا - اب کی مرتبہ اسکندگپت کافی مدافعت نکرسکا کیونکہ تاتاریوں
کے سفاک گروہ اسکے آخر عہد تک بلاخوف وخطر گپتا حدود سلطنت میں گھوما کیے۔ اسکند
گپت نے سنہ ۴۸۰ء میں وفات پائی۔ اسکے ساتھ خاندان گپتا کا عروج بھی دنیا سے اٹھ گیا

اسکندگپت کے اخلاف کی حکومت ۱۳- اسکندگپت کے اخلاف کی حکومت سلطنت کے مشرقی حصہ تک
محدود تھی۔ اسکے خلاف مین بالادیتا کا نام جامع نلندا مین ایک مدرسہ قایم کرنے کیوجہ سے

مدتوں زندہ رہا سلطنت گپتا کے مغربی ممالک تاتاریوں کے ہاتھ لگ چکے تھے اور انھوں نے وسط ہند میں ایک زبردست حکومت قایم کرلی تھی - ان کے بادشاہ کا نام تورامانا تھا - تورامانا کا جانشین مہیر اگولا ہوا یہ نہایت درجہ بیرحم خونریز اور سفاک تھا - اسکی درازدستیوں سے عاجز آکر راجگان ہند بالا دیتا کے جھنڈے تلے جمع ہوئے - راجگان ہند کی اس متحدہ قوت نے ۵۲۹ء میں ہندی تاتاری حکومت کا قلع قمع کردیا - بالا دیتا کے بعد کمار گپت ثانی اورنگ نشین ہوا لیکن اس کے متعلق کوئی قابل ذکر بات ہمیں معلوم نہیں -

سلطنت گپتا کا زوال

۱۴۱ - کمار گپت ثانی کے ساتھ دولت گپتا بھی صفحہ ہستی سے ناپید ہوگئی اگرچہ کچھ دنوں تک گپتا خاندان مگدھ میں برسر حکومت رہا لیکن پھر اس خاندان کو شہنشاہی کا دعوی کرنے کی جرات کبھی نہ ہوئی - رفتہ رفتہ مابقی رسوخ بھی جاتا رہا - اور نامور خاندان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوگیا جنکی حیثیت محض مقامی تھی - ان ریاستوں کے والی آپس میں لڑتے رہتے تھے - ان کے حریفوں میں قبیلہ مکاہیر کا نام بہت نمایاں ہے - یہ قبیلہ اس عہد کے مشہور قبائل میں سے ہے - اور گو اس قبیلہ کو بادشاہت نصیب نہیں ہوئی لیکن اسکا تعلق شمالی ہند کے حکمران خاندانوں سے ہمیشہ رہا - اس طرح گپتا خاندان سنہ ۹۰۰ء تک چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر حاکم رہا لیکن ان خاندانوں کی مقامی تاریخ ملکی اہمیت سے خالی ہے -

چھٹا باب

اجتماعی حالات

شاہان گپتا کے عہد میں علوم و فنون کی ترقی

عہد گپتا ست جگ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے

- شاہان گپتا ۳۲۰ء سے ۵۲۵ء تک ہندوستان میں کوس لمن الملکی بجاتے رہے - ان کا عہد ہندو تہذیب کے معراج کمال کا

زمانہ تھا یہی زمانہ ست جگ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ شاہان گپتا کی سرپرستی مین علم و حکمت نے ایسی ترقی کی کہ تاریخ ہند مین اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ چندر گپت ثانی راجہ وکرم کے دربار کی رونق اس کی نورتن۔ اس کی علم دوستی۔ اس اُلوالعزم راجہ کی وسیع تر سلطنت اور عظیم الشان شہنشاہی سے کہیں زیادہ مشہور ہے۔ انھیں باتوں نے اس کا نام صدیوں تک ملک کے گوشہ گوشہ میں زندہ رکھا۔ زمانہ سمدر گپت کی فتوحات بھول گیا لیکن راجہ وکرم کے محبوب نام کا وظیفہ سولہ سو برس بعد بھی عوام و خواص کی زبان پر ہے۔

علم و حکمت کی غیر معمولی ترقی | ۲۔ عہد گپتا میں علم و حکمت نے جو غیر معمولی ترقی حاصل کی تھی اس مین اب کسی کو شبہ نہیں رہا یہ متفق علیہ امر ہے کہ کالیداس چندر گپت ثانی کے عہد میں تھا کالیداس ہندوستان کا ملک الشعرا، تغزل اور ناٹک مین لاثانی تھا۔ اس شاعر کی زندگی کے حالات بہت کم معلوم ہو سکے ہین۔ کالیداس کے کلام مین الحاقی اشعار کثرت سے شامل ہو گئے ہین۔ لیکن جسنے کالیداس کا کلام غور سے پڑھا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ خس و خاشاک پہلی ہی نظر مین نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ کالیداس کی تصنیفات مین سے تین ناٹک شکنتلا۔ ملاویکا اگنی متر۔ وکرم واسیم دو افسانے راگھو آشرم کمار اسمبھا دام اور دو عشقیہ غزلون کے مجموعہ ریگیا دتا۔ اور ریتو سام ہارا موجود ہین۔ آخر الذکر نظم غالباً الحاقی ہے اور کالیداس کی تصنیف نہین معلوم ہوتی۔ کالیداس کی تمام تصنیفات مین شکنتلا کا پایہ بہت بلند ہے یہی اسکا بہترین ناٹک سمجھا جاتا ہے۔ شکنتلا کی خوبیوں کا اعتراف مشہور جرمن شاعر گیٹے نے نہایت موثر اشعار مین کیا ہے۔ میگیا دیتا عاشقانہ رنگ مین مشہور نظم ہے اس نظم مین ایک عاشق جو بادشاہ کی خوشنودی سے جلاوطن کر دیا گیا تھا اپنی محبوبہ کو یہ پیغام بھیجتا ہوا اور تصویر مین گفتگو کرتا ہوا دکھایا گیا ہے میگھا دتا سنسکرت کی بہترین عشقیہ مثنوی ہے۔ غالباً دوسری زبانون مین بھی ایسی مثنویان کم ہون گی۔ ملاویکا اگنی متر اور وکرم واسیم شکنتلا سے کم رتبہ ہین۔ پھر بھی ان سے کالیداس کی نادر الکلامی معلوم ہوتی ہے۔ اور اس زمانہ کی کوئی دوسری نظم ان کے برابری نہین کر سکتی۔ کالیداس ایک نئے طرز کا موجد ہے اس کے بعد

مدتون تک اہل علم اس طرز کا تتبع کرتے رہے اسی کے طرز پر گھانے سیوپالا وادھا اور ہارشانے نائی شادھا لکھا ہے لیکن ان مین کالیداس کے راگھوا نشم کی نزاکت خیال انداز بیان اور لطافت نام کو نہین ہے اور کالیداس کی نظمون سے انھین کوئی نسبت نہین دیجاسکتی۔

راجہ وکرم کا دربار

۳۔ پروفیسر سلوین سیوی کے تخیل نے راجہ وکرم کے دربار کا نقشہ ہمارے لئے مہیا کردیا ہے وہ کہتا ہے کہ جب شکنتلا پہلے پہل دربار مین پیش کیا گیا علم دوست راجہ فرط خوشی سے بیخود ہوگیا۔ حاضرین مصرعہ مصرعہ پر واہ۔واہ احسنت ومرحبا کی صدائین بلند کرنے لگے۔ حریف نکتہ چین متحیر۔ انگشت بدندان ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کالیداس کامیابی کے آغوش مین انتہائی مسرت کے مزے اٹھارہا ہے کہ حاضرین یکزبان ہوکر کہتے ہین کہ شعرا مین کالیداس کا ہمسر کوئی نہین اور کالیداس کے کلام مین شکنتلا سے بہتر نظم نہین، ایسی کامیابی کسی ناٹک لکھنے والے کو کیون کبھی نصیب ہوئی ہوگی" یہی رائے زمانہ کی جیلاً بعد جیلاً ونسلاً بعد نسلاً رہی ہمین شکنتلا کے اوصاف سے زیادہ تعجب اس امر پر ہے کہ پانچوین صدی مین ایسے لوگ موجود تھے جنھون نے شکنتلا کی قدر کی۔ اس سے کم از کم طبقہ اعلیٰ کے تمدن وتہذیب کا حال معلوم ہوتا ہے کالیداس کا کلام شمال وجنوب مین ایک ہی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ چھٹی صدی عیسوی تک عام مقبولیت کی بکثرت شہادتین موجود ہین جس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ سارے ہندوستان مین ایک ہی تمدن جاری وساری تھا میگھادتا کا مصنف جنوبی ہند کے اکثر مقامات سے بخوبی آشنا نظر آتا ہے اسکی واقفیت آریہ ورت کے تہذیبی اتحاد پر دلالت کرتی ہے۔

کالیداس کے علاوہ دوسرے ارباب علم

۴۔ کالیداس کی عظمت نے اس عہد کے بہت سے مشہور قابل ذکر شعرا اور ناٹک نویسون کو پردۂ خفا مین ڈالدیا ہے منجملہ ان کے ایک مشہور شاعر بھاشا تھا جو کالیداس سے کچھ پہلے غالباً سنہ ۳۰۰ع مین یا اس سے بھی کچھ قبل گذرا ہے۔ امانی سنہا جسکی لغت نصاب سنسکرت مین ابھی تک رائج ہے اس زمانہ کا مشہور عالم تھا۔ علاوہ ازین مہابھارت کی آخری اصلاح شاہان گپتا کے عہد مین ہوئی تھی۔ اور بعض پران کے نسخہ بھی اس زمانہ کی تصنیف کئے ہوئے بتائے جاتے ہین۔

شاہان گپتا فنون لطیفہ کے قدردان تھے

۵۔ شاہان گپتا کو فن موسیقی سے خاص شغف تھا۔ شاہ سمدرگپت تو اس فن

کا ماہر ہی تھا دربار مین موسیقی اور دوسرے فنون لطیفہ کی قدر ہوتی تھی۔ شاہان گپتا کو تعمیرات کا بھی شوق تھا لیکن افسوس ہو کہ زمانہ کی دستبرد سے اس عہد کی شاہی عمارتین بچ نہ سکین۔ غارہائے ایجنٹا کی دیوارون پر اعلیٰ ترین مصوری کے نمونہ اسی عہد کے یادگار ہین۔ غارہائے الورا کے بعض حصہ شاہان گپتا ہی کے عہد مین تیار ہوئے تھے۔ دنیا ان غارون کی مصوری کو حیرت سے دیکھتی ہے۔ فن مصوری کا انتہائی کمال یہی ہوسکتا ہو جو ان مین موجود ہے عہد گپتا مین محلات شاہی ہندو مندر اور بدھ خانقاہین سب ایسی ہی سنگی اور قلمی تصویرون سے مزین ہونگی چینی مسافر ہوان چوانگ لکھتا ہو۔ کہ جامع ملندا کی عمارتین اسقدر عالیشان تھین کہ عام لوگ انھین دیوتون کی طرف منسوب کرتے تھے جملہ تاریخی شہادتون سے ثابت ہوتا ہو کہ عہد گپتا مین سنگ تراشی مصوری موسیقی و نیز دیگر فنون لطیفہ حد کمال کو پہونچ چکے تھے۔

اس عہد کے اجتماعی حالات | ۶ - خوش قسمتی سے اس عہد کے اجتماعی حالات پر ایک چینی نکتہ شناس کی شہادت موجود ہو جسکا نام فاہیان تھا۔

فاہیان | فاہیان ہندوستان مین بدھ تیرتھون کی زیارت کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ وہ ان مقدس مقامات مین رہکر مذہبی معلومات بڑھانا چاہتا تھا۔ اس کا منشا دور و دراز سفر سے یہ بھی تھا کہ مذہبی قصے اور روایات جمع کرسکے اور بدھ کتابون کے نسخے فراہم کرسکے یہ چینی جاتری ہندوستان مین چھ برس رہا (از ۴۰۵ء تا ۴۱۱ء) اس کے سفرنامہ سے اس زمانہ کی حالت پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ فاہیان کو ہندوستان مین بکثرت شفاخانہ اور سرائین دیکھکر جو محض رفاہ عام کے خیال سے بنوائی گئی تھین سخت حیرت ہوئی۔ اس نے ہر چیز مذہبی عقیدت کے نظر سے دیکھی ہے۔ اس لئے ہندوستان کا ذرہ ذرہ اسی دھرم کے اثر سے متاثر نظر آیا۔ گو واقعتاً ہندوستان کی یہ حالت نہ تھی۔ بدھ مذہب خانقاہون اور مدرسون مین ضرور فروغ پر تھا بدھ خیالات عام طور سے پسند بھی کیے جاتے تھے ارباب علم زیادہ تر گوتم بدھ ہی کے پیرو تھا لیکن عوام زیادہ تر ہندو مذہب پر تھے گو بدھ مذہب کے حسب دلخواہ اصول عام پسندیدگی کے خیال سے ہندو مذہب مین داخل کرلئے گئے تھے۔

فاہیان کے سفرنامہ مین ہندوستان کے تمدن کا ذکر | ۷ - سڑکین اور شاہراہین چورون اور ڈاکوؤن سے محفوظ

دماہون تھیں۔ کیونکہ چھ برس تک فاہیان ہندوستان میں چکر لگایا کیا اور اسے کہیں نقصان اُٹھانا نہیں پڑا۔ فاہیان کا بیان ہو کہ ہندوستان سرسبز اور متمول ملک تھا یہاں کے باشندے عام طور سے خوشحال اور فارغ البال تھے۔ امن و امان اور اندرونی تحفظ کی وجہ سے جو عام طور سے موجود تھا تجارت۔ صنعت اور حرفتیں ترقی پر تھیں۔ حکومت ہند کے چین۔ فارس اور کسی حد تک زوال آمادہ سلطنت روما سے تجارتی تعلقات تھے۔ غرضکہ شاہان گپتا کے عہد مین ہندوستان کی سیاسی وقعت پرانی دنیا پر چھائی ہوئی تھی۔

ساتوان باب

ہارشا وردھن شاہ قنوج

تاتاری سیلاب

۱۔ تاتاری سیلاب نے سلطنت گپتا کا ورق اُلٹ دیا۔ سلطنت گپتا کے مٹتے ہی ہندوستان کی متحدہ قوت منتشر ہوگئی اور ممالک متوسط و شمالی و مغربی صوبوں مین طوایف الملوکی پھیل گئی۔ تورامانا پہلا تاتاری بادشاہ تھا اسکے بیٹے مہیر اگولا کی بے نظیر سفاکیون نے باپ کی بنائی عمارتون کا تھوڑے ہی دنوں میں خاتمہ کردیا۔ مہیر اگولا باوجود صاحب علم اور مہذب ہونے کے اسقدر سفاک تھا کہ اسکی نظیر تاریخ عالم میں مشکل سے ملیگی۔ ٹپولافٹ ریس آکسفورڈ اور انگلستان کے ہنری ہشتم مہیر اگولا سے بہت کچھ متشابہ ہیں۔ جیسا کہ مسبوق الذکر باب میں گذر چکا ہو۔ راجگان ہند کی متفقہ جماعت نے بالادیتا اور یاسودھرمن کی سرکردگی مین مہیر اگولا کو ۵۲۸ء میں گرفتار کرلیا۔ بالادیتا سلطنت گپتا کے مشرقی حصّہ پر قابض تھا اور اس کا حلیف یاسودھرمن شاہ مالوا مغربی حصہ پر۔

۵۲۸ء سے ۶۰۶ء کا شمالی ہند کی سیاسی حالت،

۲۔ مہیر اگولا کی شکست سے ہارشا وردمن کے جلوس تک (یعنی ۵۲۸ء سے ۶۰۶ء تک) ہندوستان کی حالت انقلابی رہی اس عرصہ میں نہ کوئی بڑا بادشاہ ہوا اور نہ کوئی اہم واقعہ پیش آیا۔ یاسودھرمن کے متعلق ہمین صرف اتنا

معلوم ہو کہ گپتا حکومت سے وسیع تر سلطنت پر حکمران ہونیکا دعویدار ہے۔ باوجود اس کے یاسودھرمن کسی سلطنت کا بانی نہیں قرار دیا جاسکتا کیونکہ اس زمانہ مین متعدد چھوٹی ریاستیں شمالی ہند مین اٹھ کھڑی ہوئی تھیں جنوبی ہند میں پلکسین نے چھٹی صدی کے وسط مین زبردست راجدھانی قائم کی تھی اور انتہائی جنوب میں خاندان پلوا حکمران تھا۔

سنہ ۶۰۰ء مین شمالی ہند کی سیاسی حالت ۳۔ شمالی ہند کی چھوٹی چھوٹی غیر معروف ریاستین جیسے والابھی وغیرہ تھین آپسمین جھگڑتی رہتی تھیں انکی تاریخ خاندانی نزاعات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ چھٹی صدی کا زمانہ ہندوستان نے طوائف الملوکی مین گذارا۔ سراسر غلط ہوگا۔

واقعہ یہ تھا کہ وہ تباہ کن اور شیرازہ پریشان کرنے والی قوتیں جنھین شاہان موریا و گپتا بہ مشکل دبا سکے تھے تاتاری حملے سے آزاد ہوگئی تھیں ورنہ جو عظیم القدر تحریک شاہان گپتا نے شروع کیا تھا وہ بدستور جاری رہی اور ترقی کرتی رہی۔ اس بے اطمینانی کے زمانہ مین سنسکرت اور سنسکرت کے دوش بدوش ہندو مذہب اپنے نئے رنگ میں زور پکڑتا رہا۔ بدھ فرقہ مہایانا ہندو مذہب میں بتدریج جذب ہوتا جاتا تھا۔ اس طرح چھٹی صدی عیسوی مین شمالی ہند ہارشا وردھن کے شاہانہ تزک و احتشام کے لئے خاموشی کے ساتھ تیار ہو رہا تھا ہندوستان کی سیاسی فضا ایک چندر گپت کی تلاش مین تھی جو چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو متحد کرکے از سر نو شہنشاہی کی بنا ڈالی۔ ساتوین صدی کے آغاز مین ہارشا وردھن شاہ قنوج کی ذات مین ایسا شخص قدرت نے مہیا کردیا۔

ہارشا وردھن کے ابتدائی حالات ۴۔ ہارشا وردھن کے نسب کا صرف اسقدر پتا چلتا ہے کہ اُسکا باپ پرابھاکار وردھن استھانے سور (تھانیسر) کا راجہ تھا اُس نے تاتاریون کو شکست دی تھی سرحدی راجہ ہونیکی حیثیت سے اُسے تاتاریوں کا سامنا شب و روز رہتا تھا لیکن پرابھاکار ان پر ہمیشہ غالب رہا۔ پرابھاکار کے دو لڑکے راجیا وردھن و ہارشا وردھن تھے اور ایک لڑکی تھی جسکا نام راجیسری تھا۔ پرابھاکار کی وفات پر کرناسورنا کا راجہ ساسانکا باغی ہوگیا۔ اس راجہ نے راجیا وردھن کو اپنے ملک مین بلا کر دھوکے سے سنہ ۶۰۲ء مین قتل کر ڈالا۔ ہارشا اسوقت اپنے بھائی کی نیابت دار الریاست مین کر رہا تھا قتل کی خبر سنکر اُس نے عنان حکومت

سنبھالی لیکن بعض نامعلوم وجوہ کی بنا پر ہارشا وردھن نے چند سال تک تقریب جلوس ملتوی رکھا۔ تاج و تخت ملنے کے بعد ہارشا کا فرض اولین یہ تھا کہ باغی راجاؤن کو سزا دے اس فرض کے انجام دہی کے لئے اُسنے لشکر کشی کی اور چھ سال کی پیہم لڑائیون کے پورے شمالی ہند پر قابض ہو گیا۔ آسام کے راجہ کمارا نے اسکی اطاعت قبول کی نیپال پہلے ہی فتح ہو چکا تھا۔ اس طرح ہارشا وردھن کے آغاز حکومت ہی مین پورا شمال ہند مسخر ہو چکا تھا لیکن اُسکی ہوس ملک گیری بغیر جنوبی ہند کو باج گذار بنائے ہوئے کس طرح پوری ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ۶۳۶ء مین ہارشا وردھن نے والابھی کے راجہ پر حملہ کیا جسکی ریاست جنوبی ہند کی شمالی سرحد پر واقع تھی اس راجہ نے شکست کھا کر اطاعت قبول کر لی۔ ہارشا والابھی کے راجہ کے ساتھ اخلاق سے پیش آیا۔ اور اپنی بیٹی کا عقد اُسکے ساتھ کر کے فتح و کامرانی کا ڈنکا بجاتا ہوا آگے بڑھا لیکن اب اُس کے سامنے ایک ایسے راجہ کا لشکر تھا جو اُس سے کسی بات مین کم نہ تھا۔

جنوبی ہند کی مجمل تاریخ

۵۔ یہاں مناسب ہوگا کہ ہم جنوبی ہند کی تاریخ مجملاً بیان کر دین چھٹی صدی کے درمیانی حصہ مین پولکیس اول نے مرہٹہ قبائل کو متحد کر کے چلوکیا سلطنت کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہ ریاست پولکیس کے عہد مین اسقدر وسیع ہو گئی تھی کہ اس راجہ کو اسوامیدھ (گھوڑے کی قربانی) کی رسم ادا کرنی پڑی۔ پولکیس کے بیٹے کستی وردھن چلوکیا نے موروثی ریاست کو نئے اضافون سے بہت بڑھا دیا اسکی فتوحات مین انگا وایا اور مگدھ کی راجدھانیان شامل تھین۔ پولکیس ثانی کستی وردھن کا بیٹا تھا۔ بچپنے مین چچا کے حسد نے اُسے وطن سے نکلوا دیا تھا کستی وردھن کی وفات پر منگلیسا اُس کا بھائی راجہ ہوا ۶۰۹ء منگلیسا مر گیا اور پولکیس ثانی کو ریاست مل گئی۔

جنوبی ہند مین ہارشا کی شکست

۶۔ پولکیس ثانی کی ریاست کوہ بندھیا سے ریاست پولوا تک پھیلی ہوئی تھی ایک کتبہ مین جو ۶۳۴ء مین لکھا گیا تھا پولکیسین نے اپنی فتوحات کا ذکر کیا ہے جنمین کالنگا اور گجارا کی ریاستین بھی شامل ہین۔ یہی زبردست راجہ ہارشا وردھن کا حریف تھا جس نے

ایک زبردست لڑائی مین ہارشا ودھن کو شکست دیکر پسپا کر دیا اس شکست کے بعد ہارشا نے جنوب کی طرف حدود سلطنت کی توسیع کا خیال اپنے دل سے نکال ڈالا۔ یہ ۶۳۰ء کا واقعہ ہے اور اس کے بعد سے ہارشا کی فوجی نقل و حرکت ہمیشہ کیلئے موقوف ہو جاتی ہے اسکا حریف راجہ پولک سین ۶۳۰ء کی عظیم الشان فتح کے تھوڑے ہی دنون بعد شہباز اجل کا شکار ہو گیا

پولک سین بہت زبردست راجہ گذرا ہے اُسکی شہرت دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ خسرو دوم شاہ ایران کا سفیر اُسکے دربار مین رہتا تھا۔ اس واقعہ کی تصدیق غارہائے اجنٹا کی ایک تصویر سے ہوتی ہے پولک سین کی تاریخ وفات صحت کے ساتھ معین نہین کیجا سکتی گمان غالب ہے کہ جب ریاست پلاوا کا راجہ نرسینھا ورمن مہالا ریاست چلوکیا پر ۶۴۲ء مین حملہ آور ہوا ہے اسی حملہ مین اپنے دارالریاست بدانی کی مدافعت کرتے ہوئے پولکیس مارا گیا ہے۔

یوان چوانگ کا سفر ہند | ۶۳۰ء سے ہارشا نے صلح کُن طریق عمل اختیار کیا۔ اسی زمانہ مین چینی عالم چوانگ ہندوستان آیا تھا یوان چوانگ نہایت ہوشیار اور باعلم سیاح تھا چین مین اوسکی وقعت کی جاتی تھی اور وہ ایک ممتاز شخص سمجھا جاتا تھا کیونکہ قانون پر یوان چوانگ کو عبور حاصل تھا۔ اور اُس زمانہ کے چینی قانون دان کو بادشاہ کا ہم پلہ سمجھتے تھے ہارشا بھی یوان چوانگ کے ساتھ عزت اور احترام سے پیش آیا اس چینی سیاح نے ۶۲۹ء سے ۶۴۵ء تک ہندوستان کی سیاحت کی اور گوشہ گوشہ مین پھرا۔ ہارشا پر اُسکی شخصیت کا بہت گہرا اثر پڑا تھا۔ غالباً بدھ مذہب کی طرف اس کا رجحان یوان چوانگ سے ملنے کے بعد ہی ہوا ہوگا کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ ہارشا نے آخر عمر مین بدھ مذہب اختیار کیا تھا بدھ مذہب کی اس جدید عالم کی شان مین ہارشا نے قنوج اور پریاگ مین دو بڑے دربار کیئے جنمین کامروپ کا راجہ کمارا اور والابھی کا راجہ دھروابھی منجملہ دوسرے باجگذار راجاؤن کے شریک ہوئے تھے۔ اس تقریب مین کھیل تماشہ کا بھی انتظام تھا۔ اور اس مین جین۔ بدھ۔ اور ہندو مذہب کے ہزارون ماہر شریک تھے کئی دن تک برابر جشن ہوتا رہا۔

یوان چوانگ کی مراجعت اور ہارشا کی وفات

۸- ۶۴۵ء مین یوان چوانگ چین واپس گیا وہ بہت سے بُدھ مذہب کے تبرکات ہندوستان سے لیگیا تھا جنمین علاوہ اور چیزون کے چھ سو ستاون جلدین مذہبی کتابون کی شامل تھین واپسی پر اُس کی قدر چین مین دوبالا ہوگئی اور بادشاہ سے فقیر تک سب اوسکا ادب کرنے لگے یہان سے جاکر یوان چوانگ صرف دس برس زندہ رہا اور اس عرصہ مین اُس نے ۷۴ کتابون کا ترجمہ کیا یوان چوانگ کا نام ابھی تک بُدھ ممالک مین تعظیم سے لیا جاتا ہو ہارشا چینی سیاح کی مراجعت کے کچھ ہی دنون بعد ۶۴۷ء مین راہئے ملک بقا ہوا- اُس کے مرتے ہی سلطنت کا نظام درہم برہم ہوگیا- ہارشا کے کوئی لڑکا نہ تھا- وزرا اور افسران فوج نے سلطنت کی تکا بوٹی کر ڈالی- ایک افسر ارجن قنوج کے تخت کا مالک بن بیٹھا- شمالی ہند پھر طوائف الملوکی اور فوزیت کا جولان گاہ بن گیا اور یہی حالت مسلمانون کی آمد تک قایم رہی- اس چار سو برس کے عرصہ مین راجپوتون کا عروج ہوا- اور ان کی متعدد راجدھانیان شمالی ہند مین بنتی اور بگڑتی رہین-

عہد ہارشا کے اجتماعی وسیاسی حالات

۹- یوان چوانگ کے سفرنامہ مین ہندوستان کے اجتماعی وسیاسی حالات تفصیل کے ساتھ درج ہین یہ چینی محقق نکتہ شناس اور حیات انسانی کا ماہر اپنی کتاب مین جس کا نام مغربی دنیا کے حالات ہی ساتوین صدی عیسوی کے واقعات بیان کرتا ہو یہ کتاب ادبی حیثیت سے اعلیٰ ترین چینی ادب کا نمونہ ہے اور تاریخی حیثیت سے منجملہ اُن معدودے چند مستثنے کتابون کے ہے جو ہم تک پوری پہونچی ہین-

جامعہ نلندا

۱۰- یوان چوانگ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی اجتماعی حالت نہایت اچھی تھی اور تمدن کے لحاظ سے ہندوستان اسوقت کے ملکون مین بہترین ملک تھا- ہندوستان کے ہر شہر مین مدرسے تھے اور بعض بڑے مرکزی شہرون مین بڑے بڑے مدرسے (یعنی جامعہ) موجود تھے- جامعہ نلندا سب سے بڑی تعلیم گاہ تھی نلندا کا ذکر یوان چوانگ تلمیذانہ عقیدت و ارادت سے کرتا ہے- اس تعلیم گاہ کا بانی راجہ بسکرادتیا والئے مگدھ تھا اس راجہ کے جانشین جامعہ نلندا کی سرپرستی کرتے رہے اور گرانقدر شاہی عطیون سے اُسے بڑھاتے رہے متعدد بادشاہون

نے نلندا میں عمارتین بنوائیں ان عمارتوں مین سنگ تراشی نقاشی اور صناعی اس درجہ کو پہونچادی گئی تھی کہ اس عظیم الشان عمارت کو دیکھکر انسان حیرت میں آجاتا تھا۔ نلندا کے اوقاف شاہی خزانہ کی آمد سے کچھہ کم نہ تھے سنہ ء مین جب یوان چوانگ نے اس تعلیم گاہ کو دیکھا ہے دوسو گاؤں کی آمدنی اُس مین آتی تھی نلندا کے مدرس اول یا شیخ الجامعہ کی ہر شخص عزت کرتا تھا بادشاہ اور شرفا بھی اُس کا نام ادب سے لیتے تھے طالب علمون کی تعداد مدرسہ مین ہزار دن تک پہونچی تھی جنمین سے سیکڑون ایسے طلبا ہوتے تھے جو دور اور نزدیک مشہور ہو چکے تھے طلبا کا رویہ پاکباز انہ اور الزام سے بری تھا جامعہ نلندا میں دن کے اوقات مسائل اور جواب دینے والے کی تشفی کے لئے کافی نہ ہوتے تھے۔ دور دراز ممالک سے سیکڑوں آدمی مناظرہ اور مباحثہ کے شایق جامعہ مین آتے تھے اور اپنے جوہر دکھاکر شہرت حاصل کرتے تھے بہت سے ازالہ شکوک کے لئے آتے تھے اور اُن کی تشفی کردیجاتی تھی۔ یوان چوانگ نے بتر کا اس مدرسہ مین تعلیم حاصل کی تھی اور جامعہ کے پچاس قابل ترین تلامذہ مین اُس کا شمار کیا جاتا تھا۔

نلندا کی تعلیم عصبیت سے خالی تھی۔

۱۱۔ اگرچہ نلندا بدھ مذہب کی تعلیم گاہ تھی لیکن وہان کی تعلیم مین عصبیت مطلق برتی نہ جاتی تھی کیونکہ منجملہ دیگر علوم کی وید اور منطق بھی نصاب تعلیم مین داخل تھیں نلندا گذشتہ و موجودہ دنیا کی عظیم ترین تعلیم گاہون مین شمار ہونے کے قابل ہے ساتوین صدی مین تو نلندا دنیا کی منفرد بین الاقوامی تعلیم گاہ تھی۔

برہمنون کی تعلیمی حالت

۱۲۔ بدھ سنگھا آشرمون (خانقاہون مین) ابتدائی و ثانوی تعلیم دیجاتی تھی۔ اور چونکہ یہ دور برہمنون کی بیداری کا تھا اس لئے برہمنون کی تعلیم گاہین بدھ مدرسون سے ٹکھکر ہونگی۔ زمانہ قدیم سے آوارہ گرد سنیاسی ہندی تعلیم کے کفیل رہے ہین چینی سیاح سنیاسیون کی تبلیغ علم اور ایثار سے بہت متاثر ہوا تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ چاہے اُن کا خاندان خوش حال ہی کیون نہ ہو سنیاسی خانہ بدوشون کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور والیان ریاست بھی ان سادھوئون کا ادب کرتے۔

۱۳۔ سنہ ۶۰۰ء مین ہندوستان کی بحری تجارت بڑھی ہوئی تھی۔ جاوا سماترا۔ اور دیگر جزائر بحرالہند کی ہندی نو آبادیات پہلی صدی عیسوی سے شروع ہو چکی تھین ہارشا کے عہد مین شوراسترقوم جاوا اور کمبوڈیہ مین جا کر آباد ہوئی اس صدی مین خلیج بنگالہ بحری نقل وحرکت کا آماجگاہ تھا۔ مشرقی ساحل پر ٹمیرالپٹی اور سٹنگ دو بڑے تجارتی بندرگاہ تھے۔

ہندوستان کی بحری سرگرمی

۱۴۔ تجارت اور شاہراہون کے متعلق یوان چوانگ نے کچھ نہین لکھا ہے لیکن اُسنے شمالی ہند کا کونہ کونہ چھان ڈالا تھا۔ اور سفر مین اُسے کہین دقت نہین اُٹھانا پڑی جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ سڑکین مامون ومحفوظ ضرور تھین۔ ہارشا کی قلمرو مین شاہراہون پر جا بجا سرائین بنی ہوئی تھین جنمین کھانے پینے کا معقول انتظام رہتا تھا۔ علاوہ برین بادشاہ کی متواتر آمد رفت سے سڑکین عموماً اچھی حالت مین رہتی تھین۔

عہد ہارشا مین سڑکین کیسی تھین

۱۵۔ یوان چوانگ کے دوران سیاحت مین ہندی قریون اور قصبات کی زندگی تقریباً ایسی ہی تھی جیسے کہ اب ہے کیونکہ یوان نے جو حالات قلمبند کئے ہین وہ آج بھی اُسیقدر حسب حال معلوم ہوتے ہین جیسے کہ سنہ ۶۴۲ء مین تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ راستے اور گلیان تکلیف دہ ہین سڑکین پیچیدہ ہین شاہ راہین گندی ہین۔ جن کے دونون جانب دوکانین مناسب نشانون کے ساتھ بنی ہوئی ہین۔ اُس کا بیان ہے کہ مہتر۔ قصاب۔ جلاد۔ وغیرہم شہر کے حدود مین رہنے نہین پاتے تھے جب کبھی یہ شہر مین آجاتے تھے اُن کے لئے سڑک کے بائین جانب راستہ مقرر ہے اُس راستے سے نکلتے تھے۔ شہرون کی انتظامی حالت پر یوان نے کچھ نہین لکھا۔ غالباً جس طرح گاؤن کے انتظامی معاملات طے پاتے ہون گے۔ اُسی طرح مجالس بلدیہ شہر کا انتظام کرتے ہون گے۔

قریون اور قصبات کی زندگی

آٹھوان باب

جنوبی ہند کی ریاستین

جنوبی ہند کی ریاستین | ۱- تیسری صدی عیسوی سے جنوبی ہند کی تاریخ کے خطوط واضح ہو جاتے ہین - خاندان پلاوا کی طاقتور حکومت کا ذکر جسکا دارالامارت کانچی پورم تھا گذر چکا تھا۔ سمندر گپتا نے جب جنوبی ہند پر لشکر کشی کی تھی - اُسوقت وشنو گوپا پلاوا کا راجہ کانچی مین متمکن تھا ریاست پلاوا کے شمال مین خاندان چلوکیا کی قوت اسی صدی مین مستحکم ہوئی تھی - راجگان چولا کے عروج تک جنوبی ہند کی تاریخ صرف مذکورہ بالا خاندان کی مسابقت اور زور آزمائی کی داستان ہے -

خاندان پلاوا | ۲- خاندان پلاوا کے مفصل حالات ابھی تک معلوم نہین ہوئے ہین - اس خاندان کو پانڈیا چولا اور چیرا خاندان سے کوئی واسطہ نہ تھا - اس لئے شاہان پلاوا کو باہر سے آنے والے خاندان کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے - کچھ سال پہلے مورخین کو خاندان پلاوا کے وجود تک کا پتہ نہ تھا - حال کی تحقیق سے اُن کے تاریخی حالات معلوم ہوئے ہین - اس خاندان نے تین سو برس ٹرچناپلی اور دریائے کرشنا کے درمیانی علاقہ پر حکومت کی ہے - شاہان پلاوا کے شمالی ہمسائے راجگان چلوکیا تھے جن سے ان کی ہمیشہ چلا کرتی تھی - ایک لڑائی مین پولک شین دوم نے قوم پلاوا کے راجہ مہندر کا دریائے کاویری تک تعقب کیا تھا - اور نیلور اور گنتور کے علاقہ اُس سے چھین لئے تھے -

نرسنہا مہا ملا پلاوا | ۳- خاندان پلاوا کا سب سے بڑا راجہ نرسنہا مہاملا پلاوا تھا جو ۶۲۵ء مین شہر کانچی مین تخت نشین ہوا - نرسنہا پولک سین دوم سے برابر لڑتا رہا - یہان تک کہ ۶۴۲ء مین اُس نے چلوکیا ریاست پر حملہ کیا - پولک سین دوم کو شکست دی - اور اُس کے دارالریاست

بدانی کو مسمار کردیا - نرسنہا کا عہد حکومت قوم پلا وا کے انتہائی عروج کا زمانہ ہے - نرسنہا نے ایک شہر مہاملا پورم آباد کیا تھا یہ شہر جنوبی ہند کے صناعی نقاشی اور سنگ تراشی کا اعلیٰ نمونہ تھا نرسنہا کے مرنے کے بعد قوم چلوکیا ریاست پلاوا پر حملہ آور ہوئی اس قوم نے شہر کانچی پورم کے بارہا محاصرہ کئے باین ہمہ ریاست چولا کے عروج تک خاندان پلاوا کانچی پورم مین حکمران رہا - اگرچہ انکی ریاست رقبہ مین کم ہوتی گئی -

۴ - خاندان چلوکیا کی ایک شاخ جسکا بانی کب جا وشنو وردھن پولکسین دوم کا بھائی تھا - عرصہ تک علاقہ ونگی پر حکومت کرتی رہی اسکا دارالریاست پیٹھاپورم تھا اِس شاخ نے رفتہ رفتہ اتنا رسوخ حاصل کرلیا کہ مقامی ریاستون مین اُس کی ہستی مشخص ہوگئی - لیکن چولا خاندان کے سرتاج راجہ نے اس ریاست کو چولا ریاست مین کچھ دنون بعد شامل کرلیا - اور خاندان چلوکیا راجگان چولا کا راجہ کنلوتھیا کے جلوس تک یعنی ایک ہزار ستر عیسوی تک حلیف بنا رہا -

خاندان چولا کے ابتدائی حالات | ۵ - خاندان رسترا کوٹا کے راجہ ڈانتی درگا وسیرا سنگھا نے ریاست چلوکیا اور ریاست پلاوا (جسنے سترا کوٹا پر حملہ کیا تھا) دونون کو مٹا دیا ریاست پلاوا کی جگہہ راجگان چولا نے لی جن کی عظمت جنوبی ہند مین اُتنی ہی تھی جتنی کہ شاہان گپتا کی شمالی ہند مین راجگان چولا شہنشاہ اشوک کے عہد مین ذی اثر راجاؤن مین شمار ہوتے تھے - تامیل کتابوں مین انکا ذکر جابجا ملتا ہے راجگان چولا کی ابتدائی شاخ مین صرف راجہ کری کالا مشہور راجہ تھا اور اُس کے کارنامے تاریخی وقعت رکھتے ہین ریاست پلاوا کے عروج سے خاندانِ چولا کا ستارہ گردش مین آیا جس کے بعد ہم اُن کا نام باجگذار راجگان کی فہرست مین دیکھتے ہین - ریاست چولا کے شمال مین ریاست پلاوا تھی - اور جنوب مین ریاست پانڈیا دو بڑی ریاستون کی قربت سے ریاست چولا کا وجود معرض خطر مین رہتا تھا - پھر بھی یہ خاندان کسی نہ کسی طرح زندہ رہا -

خاندان چولا کے مزید حالات | ۶ - سنہ ۸۴۶ء مین راجہ وجیالیہ ریاست چولا کا مالک ہوا - اسوقت

ریاست پلاوا کی طاقت پانڈیون کے حملے سے کمزور پڑچکی تھی راجہ وجیالیہ نے پلاوا کے انحطاط سے فائدہ اٹھاکر موروثی ریاست کی توسیع شروع کردی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب راجہ وجیالیہ نے وفات پائی ہے اُسوقت سوچنڈرام سے جو اس کمورن کے پاس ہے کانچی پورم تک پورہ علاقہ راجگان چولا کے تحت مین آچکا تھا راجہ وجیالیہ کا زمانہ حکومت چونتیس برس بتایا جاتا ہے۔ تنجور اس راجہ کا دارالریاست تھا۔

خاندان چولا کے مزید حالات | ۷۔ راجہ اڈتنیا اول وجیالیہ کا جانشین ہوا اُس نے اپنے باپ کی ریاست کے حدود بڑھاکر ریاست رستاکوٹا کی سرحد سے ملا دیا اڈتنیا نے ۲۷ برس حکومت کی ۹۰۷ء مین راجہ پران نتکا اول چولا راج کا مالک ہوا۔ اس کے عہد مین فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ۹۱۰ء مین پران نتکا نے راجہ پانڈیا اور راجہ دسے ڈمبا کو شکست دیکر لنکا پر حملہ کیا۔ وہان کے راجہ کو ہزیمت اُٹھانا پڑی راجہ پران نتکا کا مذہباً سیوا فرقہ کا پیرو تھا۔ اُسکی ۴۰ برس کی حکومت امن وامان خوشحالی اور فارغ البالی کے لئے مشہور ہے چنانچہ اس عہد مین فلسفہ اور مذہب کی ترقی کا تذکرہ سننے مین آتا ہے ۹۴۷ء مین راجہ پرانتکا نے وفات پائی اُس کے بعد اُسکا بیٹا راجہ دتیا تخت نشین ہوا راجہ دتیا ریاست بِتا کوٹ سے لڑتے ہوئے ایک لڑائی مین مارا گیا اُس کے مرنے کے بعد سے راجہ کی تخت نشینی تک (یعنی ۹۸۵ء تک) چند مجہول الذکر راجہ یکے بعد دیگرے ریاست چولا پر حکمران ہوتے رہے۔ راجہ کے تخت نشینی کا زمانہ خاندان چلوکیا کی مشرقی شاخ کے عروج کا زمانہ تھا اس نے مصلحتاً اُنھین اپنا حلیف بنالیا بعد ازان راجگانِ چلوکیا برابر راجگان چولا کے حلیف رہے دوستی کا دم بھرتے رہے راجہ کے عہد مین مغربی گھاٹ اور لنکا فتح ہوئے اس کے کتبون مین بارہ ہزار جزیرون کے فتح کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔

خاندان چولا کا عروج | ۸۔ راجہ کے بعد اُس کا بیٹا راجندر اورنگ نشین سلطنت ہوا اس کے عہد مین لنکا پوری طرح سے فتح کرلیا گیا۔ اسکا ایک کارنامہ یہ ہے کہ اس نے لنکا

کے راجہ کا تاج اور اُسکی رانی کا موتیون کا ہار اور زنانہ تاج جو دکن مین سندر تاج اور اندر ہار کے نام سے مشہور تھا بجبر حاصل کر لیا۔ راجندر بہت بڑا فاتح تھا اور اپنے جنگ جو ہمسایون سے ہمیشہ لڑا کرتا تھا۔ اُسکا دعوٰی ہے کہ اُس نے گنگا کے کنارون تک لشکر کشی کی ہے شمالی ہند کی اس دور مین جو حالت تھی ہم اسکو دیکھتے ہوئے یہ دعوٰی غلط نہین معلوم ہوتا۔ راجندر بنگال کے راجہ ماہی پال پر بھی حملہ آور تھا اور ماہی پال کو شکست دیکر ریاست چولا کے باجگذارون مین شامل کر لیا تھا۔ بنگال سے واپس ہوتے ہوئے راجندر نے اوڑیسہ پر فوج کشی کیا۔ اور راجہ اوڑیسہ کو مجبوراً اسکی اطاعت قبول کرنا پڑی۔ ان کارنامون کو دیکھتے ہوئے شاہان چندر گپت و سمدر گپت کی طرح راجندر را بھی ہندوستان کے اولوالعزم بادشاہون مین شمار ہونے کے قابل ہے۔ ان تاجدارون کی طرح راجندر رزم و بزم دونون مین نام آور تھا۔ کنارسی مین اس کے کارنامے چامہ راجہ سکھارا دلا مین درج ہین۔

راجہ دھیراجہ چولا ۹۔ ۱۰۴۲ء مین راجہ دھیراجہ چولا تخت نشین ہوا آغاز حکومت ہی مین اسے ایک زبردست بغاوت فرو کرنا پڑی۔ جسکے سرغنہ مہابیر پانڈیا اور ویر اکیر الا راجہ ٹراونکور تھے ایک خونریز لڑائی مین راجہ دھیراج نے ان دونو کو کیفر کردار کو پہونچایا بغاوت فرو کرنے کے بعد اسے شمال مین راجہ چلکیا سے لڑنا پڑا۔ جسے شکست دیکر شمالی سرحد کی طرف سے اس نے اطمینان حاصل کیا۔ پھر اس راجہ نے اپنے نامور اسلاف کی تقلید مین جزیرۂ لنکا پر حملہ کیا۔ اس حملہ کی تصدیق لنکا کی ایک تاریخ سے ہوتی ہے جو اسی زمانہ مین لکھی گئی تھی جزیرۂ لنکا سے واپس ہو کر راجہ دھیراج نے کین گونڈ چولا (فاتح چولا) کا لقب اختیار کیا۔ اب راجہ دھیراج انتہائی قوت حاصل کر چکا تھا۔ لیکن اسکی زندگی نے وفا نہ کی کہ وہ اپنی فتوحات کے مزے اُٹھا سکے چنانچہ تخت نشینی کے دس برس بعد ۱۰۵۲ء مین دریائے تنگ بھدرا کے کنارے بمقام کوپم راجہ چلکیا سے لڑتے ہوئے راجہ دھیراجہ

مارا گیا۔

راجگان چولا کی مصلحت اندیشی | ۱۰۔ راجگان چولا اپنی عظمت کے زمانہ مین (راجہ کے عہد سے راجہ دھیراج کے زمانہ تک) فوجی قوت کو مصلحت بینی اور دوراندیشی سے مضبوط ترکرتے رہے۔ اسی بناپر راجہ نے اپنی لڑکی کندا ولیسر کا عقد راجہ چلکیا (مشرقی) کے ساتھ کردیا تھا اس رشتہ قرابت نے راجگان چولا کو شمالی سرحد کی طرف سے ہمیشہ مطمئن رکھا۔ راجندر کی لڑکی امنگا دیوی کا عقد دوسرے چلکیا راجہ کے ساتھ ہوا تھا۔ امنگا دیوی کا لڑکا راجندر چولا کلوٹ لنگا خاندان چولا کا اولوالعزم ترین راجہ گذرا ہے یہ راجہ ۱۰۷۰ء مین تخت نشین ہوا اور ۴۰ برس تک نہایت دبدبہ کے ساتھ حکومت کرتا رہا اسکی فتوحات مین کالنگا کی فتح بھی شامل ہے اسکے آخر عہد میں شمالی ومغربی سرحد پر ہوسالا کے سردار تبا دیوا نے علم بغاوت بلند کیا تھا تبا دیوا کی قوت اسقدر بڑھی کہ کچھ دنون تک دکن کی مہار اجگی کا سہرا اس کے سر رہا۔ کلوٹ لنگا کا عہد خوش حالی اور سرسبزی کے لئے مشہور ہے۔ ۱۰۸۶ء مین اس راجہ نے زمین کی پیمائش اور بند وبست کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر کروایا تھا۔

کلوٹ لنگا کا عہد | ۱۱۔ کلوٹ لنگا کا عہد ادبی اور مذہبی ترقی کے لئے یادگار ہے۔ راما نوگا وشنو افرقہ کا مشہور معلّم اسی زمانہ مین تھا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی بات پر راجہ کلوٹ لنگا رام نوگا سے خفا ہوگیا۔ اور رام نوگا کو اپنی عزیز جان کی خاطر ملک چھوڑنا پڑا۔ راجہ کلوٹ لنگا علم وفن کا بڑا سرپرست تھا۔ اس کے دربار کا شاعر جایام کوندت فرقہ سیوا کے مشہور مُصنفین مین شمار کیا جاتا ہے۔ اس شاعر کی تصنیفون مین سکیلار خاص درجہ رکھتی ہے۔

خاندان چولا کا زوال | ۱۲۔ راجہ کلوٹ لنگا نے ۱۱۱۸ء مین وفات پائی۔ اسکی وفات سے خاندان چولا کا زوال شروع ہوتا ہے۔ کلوٹ لنگا کے بعد راجہ دکرم تخت پر بیٹھا لیکن

اس کے عہد مین کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہین آیا راجہ وکرم خاندان چولا کی عظمت کا آخری نمایندہ تھا کیونکہ راجہ وکرم کے بعد اگرچہ خاندان چولا مدتون تک قایم رہا۔ لیکن اسکی عظمت و سطوت ریاست کے ساتھ رخصت ہو چکی تھی محض القاب ہی القاب برائے نام فرمانرواؤن کے نامون کے ساتھ باقی رہگئے تھے۔

جنوبی ہند کی سیاسی و اجتماعی حالت | ۱۳ - ساتوین صدی عیسوی سے بارھوین صدی تک پانچسو برس کے عرصہ مین جنوبی ہند کے تمدن نے اتنی ترقی حاصل کی کہ اسکی نظیر جنوبی ہند کی تاریخ مین شاہان گپتا کے زرین عہد کے سوا مشکل سے ملے گی جنوبی ہند کی تہذیب مین امتیازی خصوصیت یہ پائی جاتی ہے۔ کہ جنوبی ہند کی تقریباً تمام ریاستین بحری قوت سے آراستہ رہتی تھین۔ خصوصاً۔

راجگان چولا کی بحری قوت | ۱۴ - راجگان چولا کی بحری قوت بہت زبردست تھی۔ ہم اوپر دیکھ آئے ہین کہ خاندان چولا کے تین راجاؤن نے یکے بعد دیگرے جزیرۂ لنکا پر حملے کئے تھے۔ راجندر جو راجگان چولا مین بہت بڑا فاتح گذرا ہے۔ خلیج بنگالہ پار کرکے ریاست پرون پر حملہ آور ہوا تھا چنانچہ یہ ریاست چولا سلطنت مین شامل کر لی گئی تھی۔ محققین یورپ نے اس مسئلہ کو ثابت کر دیا ہے کہ جزیرۂ سماترا اور مجمع الجزائر ملایا کے ہندو باشندے جنوبی ہند کے بحر نورد اور دریا سیر باشندون کی نسل سے ہین ہندی بحری تجارت کا مبتحر عالم لکھتا ہے "ممالک ماورائے ہند کے ساحل یعنی برہما مجمع الجزائر ملایا اور چین ہندی نوآدیات سے لبریز تھے۔ اٹسنگ ایسے دس نوآبادیات کو نام گناتا ہے جنھین ہندی معاشرت اور ہندو مذہب رائج تھا"۔

سنگشہ مین، راجگان چولا کے چین مین سفیر بھیجنے کا ذکر موجود ہے سیام اور ماورائے چین مین باشندے غالباً اِسی زمانہ مین آباد ہوئے ہون گے کیونکہ انگرواٹ اور ان ممالک کے دوسرے ہندو مندر دراویڈی فن تعمیرات کا کافی ثبوت ہین۔

نوان باب

راجپوتون کا عروج

ہارشا وردھن کی وفات سے شمالی ہند کا سیاسی نظام متزلزل ہوگیا

۱۔ ہارشا وردھن کے مضبوط ہاتھ کا قضاو قدر کے مضبوط ہاتھ سے بیکار ہونا تھا کہ ہندوستان کا نظم ونسق متزلزل ہوگیا شمالی ہند کی مرکزی حکومت جاتی رہی۔ طوایف الملوکی نے کشمیر سے آسام تک ڈیرے ڈنڈے ڈالدیے۔ چھوٹے چھوٹے اضلاع خودمختار بن بیٹھے چارسو برس تک شمالی ہند کی یہی حالت رہی اس عرصہ مین ہزارون چھوٹے چھوٹے غیر معروف خاندان جنکی مجہول الذکر داستانین تاریخ ہند کا عقدہ لاینحل ہے اُٹھے اور فنا ہوگئے جنمین سے ایک کو بھی شاہانہ عظمت نصیب نہ ہوئی۔ ہم ذیل مین صرف ملک کی عام حالت کا ذکر کرین گے اور ہر صدی کے مجمل حالات بیان کرین گے کیونکہ ناقابل ذکر ریاستون کی مقامی تاریخ کے معمہ مین پھنسنا طوالت سے خالی نہ ہوگا۔

کامروپ

۲۔ شمالی ہند کی مشرقی ریاستون مین کامروپ زمانہ مہابھارت سے مشہور چلی آتی تھی۔ کامروپ کا راجہ بھاگ دت کورونکا طرفدار تھا۔ عہد ہارشا مین کامروپ کا راجہ ہندوستان کے باا‌ثر امرا مین تھا۔ علاوہ ازین وہ شاہ ہارشا کا دوست اور حلیف بھی تھا اوپر اسکا ذکر گذر چکا ہے کہ راجہ کامروپ (آسام) نے شاہ ہارشا کے دربارون مین نمایان حصہ لیا تھا۔ اس ریاست کے متعلق صرف ہم اتنا کہہ سکتے ہین کہ وہ سنہ ۱۸۲۶ء تک خودمختار رہے۔

بنگالہ

۳۔ ریاست بنگالہ پر سنہ ۷۳۰ء مین راجہ گوپال قابض ہوگیا تھا اس کا خاندان بنگال پر چارسو بیالیس برس تک یا دوسرے الفاظ مین مسلمان فاتحین کی آمد تک حکومت کرتا رہا۔ یہ خاندان عرصۂ دراز تک صاحب الالتزام رہنے کی وجہ سے قابل ذکر ہے اس خاندان کا مورث اعلیٰ گوپال مذہباً بدھ تھا۔ گوپال کا بیٹا دھرم پال بھی بدھ مذہب کا پیرو تھا۔ دھرم پال کی ریاست

مین وادی گنگا شامل تھی۔ دھرم پال کے بعد دیوپال راجہ ہوا۔ اس کے عہد مین کالنگا فتح ہوکر ریاست بنگالہ مین شامل کرلیا گیا۔ دیوپال کے جانشینون مین مہیپال کا نام زیادہ مشہور ہے۔ اس نے سنہ ۹۷۸ء سے سنہ ۱۰۳۰ء تک حکومت کی۔ راجندر راجہ چولا نے اسکو شکست دی تھی۔ آخر مین ریاست پالا کا زور دو کامیاب بغاوتون کی وجہ سے بہت کم ہو گیا تھا مزید بران ایک دوسری ریاست کے قایم ہو جانے سے خاندان پال کا رسوخ اور بھی کم ہو گیا تھا۔ یہ ریاست خاندان سین نے قایم کی تھی۔ خاندان سین مین وجیا سین۔ بلالا سین۔ اور لچھمن سین تین مشہور راجہ گذرے ہین۔ خاندان سین سنہ ۱۱۹۹ء تک بنگال پر حکمران رہا ہے۔

خاندان کی خصوصیت | ۴۔ خاندان پال کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ راجگان ہند مین یہی فرمانروا خاندان بدھ مذہب کا پیرو رہ گیا تھا۔ علوم وفنون کی سرپرستی بھی اس خاندان کے حصہ مین آئی تھی دھیمن اور بیل پال جن کی تعریف ونسنٹ اسمتھ ان الفاظ مین کرتا ہے کہ "مصوری نقاشی اور برنجی تمثال ہین گڑھنے مین انھون نے انتہائی شہرت حاصل کی تھی" راجگان پال ہی کے عہد مین تھے۔

قنوج | ۵۔ بنگال کے مغرب مین ریاست قنوج تھی۔ دوسری صوبون کی طرح عہد ہرشا کے ختم ہوتے ہی یہ شاہانہ راجدھانی بھی طوایف الملوکی کا شکار بنی۔ آٹھوین صدی کے وسط مین راجہ یاسوورمن قنوج کے تخت پر بیٹھا۔ بھاوابھوتی مشہور ناٹک نویس اسی راجہ کے دربار کا شاعر تھا۔ راجہ یاسوورمن کو بادشاہ ہوئے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ مکتاپیدا للتادیتیا شاہ کشمیر نے قنوج پر حملہ کیا اور یاسوورمن کو معزول کر دیا۔ قنوج سے واپس ہوتے ہوئے شاہ کشمیر بھاوابھوتی کو بھی مال غنیمت کے ساتھ کشمیر لے گیا۔ یاسوورمن کی معزولی کے بعد اسکا خاندان قنوج کا مالک رہا لیکن اس کے جانشین زیادہ تر بدقسمتی کا نشانہ بنے رہے اور یہ خاندان کبھی عروج نہ کر سکا۔ بالآخر ناگ بھاٹ راجپوت راجہ نے اس خاندان سے قنوج کی ریاست چھین لی۔

ناگ بھاٹ | راجہ ناگ بھاٹ کا دارالریاست بھین مال یا سری مال مین تھا۔ جو کوہ ابو کے قریب
راجہ بھوج | ہے۔ قنوج کے راجپوت خاندان مین مہیسر بھوج ناگ بھاٹ کا پوتا مشہور
راجہ گذرا ہے۔ اس نے شمالی ہند کا بیشتر حصہ فتح کرلیا تھا۔ راجہ بھوج نے ۵۰ برس (۸۴۰ء
سے ۸۹۰ء تک) حکومت کی۔ مہیر ابھوج کے بعد اسکا لڑکا مہندر پال یودھا راجہ ہوا۔ یہ
پراکرت زبان کا حامی تھا۔ راجہ سنجائی کے پور ابھجنی کا مصنف اس کے دربار کا شاعر تھا مہندر
کے بعد خاندان ناگ بھاٹ کا زوال شروع ہوگیا۔

پنجاب | ۶۔ صوبہ پنجاب خاندان جیپال کے تحت مین تھا۔ جے پال کی سرحد امیر سبکتگین سلطان
غزنین کی سرحد سے ملی ہوئی تھی۔ امیر سبکتگین پنجاب پر حملہ آور ہوا تھا جس کے جواب مین
راجہ جے پال نے تین حملے غزنین پر کئے لیکن ان تینون مین اسے زک اٹھانا پڑی اور تیسری
بار دہ خورم پر شکست کھانے کے بعد جے پال نے خودکشی کرلی جے پال کے بعد اس کا
بیٹا انند پال پنجاب کا حاکم ہوا۔

کشمیر | ۷۔ ریاست کشمیر عہد ہارشا کے بعد صدیون تک خودمختار رہی کشمیر کی مکمل اور
صحیح تاریخ موسوم بہ راجہ ترانگنی سنسکرت مین موجود ہے چینی مسافر ہیوان چوانگ کے زمانہ
سیاحت مین ورلا بھا وردھن کشمیر کا راجہ تھا۔ اس راجہ نے ہارشا وردھن کو گوتم بدھ
کے نادر تبرکات دیے تھے۔ ورلا بھا کے بعد اس کا بیٹا کشمیر کا راجہ ہوا۔ اور اس کے
بعد اسکے تین لڑکے یکے بعد دیگرے راجہ ہوئے۔ ورلا بھا کے بڑے لڑکے چندر پیدیا
کو شہنشاہ چین نے ۷۲۰ء مین بادشاہ کا خطاب دیا تھا لیکن راجگان کشمیر برائے نام
ہی شہنشاہ چین کے تابع تھے۔ چندر پیدیا کے چھوٹے بھائی مکتا پیدا للتا دیتا کو بھی دربار
چین سے شاہی کا منصب عطا ہوا تھا۔ للتا دیتا نہایت شان و شوکت کا بادشاہ تھا قنوج
پر اس کے حملے کا ذکر گذر چکا ہے جنوب و مشرق مین قنوج تک اور شمال و مشرق
مین علاقہ تبت اس کے اثر مین آچکے تھے۔ چنانچہ نواح قنوج کا علاقہ مکتا پیدیا للتیا دیتا نے

اپنے پوتے جیا پیدیا دیتا کے سپرد کر دیا تھا۔ للتا دیتا کا خاندان مدتون کشمیر پر حکومت کرتا رہا۔ لیکن پھر کوئی راجہ اس خاندان کا بجز مفلس آزاری اور ظلم کے کسی اور بات مین نیکونام نہ ہوا کشمیر شہنشاہ اکبر اعظم کے جلوس تک خود مختار رہا۔ چودھوین عیسوی کے سنین وسطیٰ مین کشمیر کا راجہ رعایا کی غالب تعداد کے ساتھ مسلمان ہوگیا تھا۔

راجپوت | ۸۔ آٹھوین اور نوین صدی عیسوی مین قوم راجپوت کا ستارہ چمکا۔ راجپوتون کا نسب اور اُن کی قومیت تاریخ ہند کا لانیحل معمہ ہے اور ان کی اصل ابھی تک سربستہ راز بنی ہوئی ہے۔ غالباً زیادہ تر راجپوت قوم منغول یعنی تاتاری فاتحین کی نسل سے ہین۔ قوم کشن (ساکا) جس نے کشمیر مین عظیم القدر شہنشاہی قایم کی تھی (شہنشاہ کنشک اسی قوم سے تھا۔ مرور ایام سے ہندو مذہب اور ہندو تہذیب اختیار کر کے آریہ ورت کے فرزندون مین داخل ہوچکی تھی۔ بعد مین آنے والے تاتاری قبائل بھی جنھون نے تورامانا کی سرکردگی مین دولت گپتا کا شیرازہ منتشر کر دیا تھا۔ اور علاقہ پنجاب مین زبردست حکومت قایم کر لی تھی آریہ مذہب اختیار کر چکے تھے۔ قیاس غالب ہے کہ یہی (دونو) تاتاری قبائل آریہ مذہب مین داخل ہوکر راجپوتون کے نام سے مشہور ہوگئے۔ راجپوت روایات کے مطابق یہ قوم اگنی کولا ہے یعنی آگ کے نسل سے پیدا ہوئی ہے۔

بیواڑ۔ پاری ہار۔ چوہان | بیو آڑ۔ پاری ہار۔ چوہان۔ سولانکی چارون مشہور راجپوت ذاتون کا سلسلہ نسب آگ پر جاکر ختم ہوتا ہے۔ شاید آگ سے پوتر (پاک) ہونا مراد ہے۔ پوتر کرنے کی رسم راجپوتون کو ہندو مذہب مین داخل کرتے وقت ادا کی گئی ہوگی۔ تاریخ ہند مین غیر آریہ قومون کو آریہ بنانے کی بکثرت مثالین موجود ہین۔ چنانچہ کچھ ہی دن ہوئے کہ مہاراجہ ٹرانکور جو نسلاً چھتری نہ تھے ایک دلچسپ تقریب کے دوران مین استعاری طور پر گائے کے پیٹ سے جنم لیکر چھتری بنا دیے گئے۔

چنڈیل۔ گرڈھ دیل۔ رہتور | ۹۔ ان ذاتون کے علاوہ کچھ ایسی ذاتین بھی راجپوت قوم مین

شامل ہوگئی ہین جو نسلاً ہندوستان کے قدیم باشندون سے تعلق رکھتی تھین۔ اس دور کی عام نوزیت اور بیربطی سے فائدہ اٹھاکر یہ ذاتین ذی اثر اور ذی اقتدار ہوگئین اور سیاسی اقتدار نے انھین راجپوت بنا دیا۔ چنڈیل۔ گرٹھ ویرا اور رھتور راجپوت اسی شاخ سے ہین۔ یہ تینون ذاتین جنوبی راجپوت کہلاتی ہین۔ شمالی راجپوت۔ بھوا ڑ پاری ہار۔ اور چوہان جنوبی راجپوتون سے ہمیشہ سرگرم پیکار رہتے تھے۔

نوین صدی عیسوی مین شمالی ہند کی سیاسی حالت

۹- نوین صدی مین شمالی ہند کا بیشتر حصہ راجپوتون کے قبضہ مین آچکا تھا۔ قنوج کا دوسرا صاحب الالتزام خاندان راجہ بھوج جسکا نامور فرمانروا گذرا ہے۔ پری ہار راجپوت تھا۔ اس طرح آریہ ورت کے بڑے حصے پر راجپوت خاندان قابض تھے مسلمانون کی آمد سے کچھ دن پیشتر تک کی تاریخ انھین راجپوت خاندانون کی داستانون سے لبریز ہے باہمی لڑائیون کی سلطان محمود جب مسند آرائے اقلیم کابل ہوا۔ جے پال شمالی مغربی ہند کا راجہ تھا سلطان محمود نے ہندوستان پر متواتر حملہ کئے۔ یہ حملہ تقریباً ہر سال موسم سرما مین ہوتے تھے لیکن انکی تاریخی اہمیت اس وجہ سے زیادہ نہین تھی کہ سلطان محمود نے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے سوا کوئی مستحکم حکومت قایم نہین کی۔ راجپوت راجگان نے متفقہ و متحدہ کوششین مدافعت کی اختیار کین لیکن سب رایگان گئین۔ قنوج کے راجہ راجیاپال نے سلطان محمود کی اطاعت قبول کرلی تھی۔ اس غداری کا بدلہ لینے کے لئے چنڈیل راجہ گنڈا نے اپنے ولی عہد کی سرکردگی مین قنوج پر فوج بھیجی۔ گنڈا اسوقت ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ تھا۔ راجہ گنڈا کے ولی عہد نے راجہ بھوج کے ناخلف جانشین کو قتل کیا۔ دوسرے سال سلطان محمود نے راجہ گنڈا پر حملہ کیا اور اسے شکست دیکر راجہ قنوج کا انتقام لیا۔ سلطان محمود کے حملون کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان حملون سے سرحدی حکومت کا میل جول ہندوستان سے بڑھ گیا۔ اس عہد کی اہم ترین یادگار علامہ ابوریحان البیرونی کی عجیب و غریب تاریخ کتاب الہند ہے۔

علامہ موصوف سلطان مسعود بن محمود کے دربار مین تھا - اسکی جامع تصنیف ہمہ دانی کا نادر ترین نمونہ ہے -

علامہ ابوریحان البیرونی | ارتھرنگ کے سفرنامہ فرانس - یوان چوانگ کے مغربی دنیا کے حالات اور اِس قبیل کی دوسری کتابون اور علامۂ البیرونی کی تصنیف مین یہ فرق ہے کہ علامہ موصوف نے متبحرانہ دل ودماغ سے کام لیا ہے - البیرونی فلسفہ - نجوم اور ریاضی مین فرد تھا - ہندوستان پہونچکر اس نے سنسکرت پڑھی - اس لئے وہ ہندو فلسفہ اور ادب پر نہایت محققانہ رائے دیتا ہے -

---

دسوان باب

مسلمانون کی آمد سے پیشتر ہندوستان کی سیاسی حالت

شمالی ہند کی اجتماعی حالت | ۱ - آٹھوین - نوین - اور دسوین صدی مین آریہ ورت طوایف الملوکی اور مطلق العنانی کا آماج گاہ بنا ہوا تھا - ہزارون چھوٹے چھوٹے گمنام خود اختیار خاندان برسر حکومت تھے - اس عام بیربطی اور بدنظمی مین کسی دیرپا سیاسی نظام کا قایم ہونا مشکل تھا جمہوری قبایل کی آزادمنشی اس بیربطی کے نذر ہوچکی تھی - شاہان موریہ وگپتا کی شاندار روایات فراموش ہوچکی تھین - اسی پراگندگی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانون کے ورود سے پیشتر ہی ہندوستان مین سیاسی نظام کی ترقی ناپید ہوچکی تھی -

خود مختار بادشاہون پر برہمنون کا اثر | ۲ - شمالی ہند کی یہ چھوٹی چھوٹی ریاستین گو پورے طور سے خود مختار تھین لیکن ان کے اختیارات برہمنون کی مذہبی روایات سے محدود ہوتے تھے - ہندوئون مین بادشاہی کا تخیل ہمیشہ بہت بلند رہا ہے - اہل ہنود کی بعض مذہبی کتابون

مین بادشاہ کے فرائض پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ چنانچہ مہابھارت مین اسی مضمون پر ایک باب راجہ دھرم کے نام سے قایم کیا گیا ہے۔ شاہ چندر گپت کے وزیر چناکیا کے زمانہ سے سیاسی بلند نظری شروع ہوئی تھی اور سکر کے زمانہ تک بادشاہت کی خصوصیت معین کی جاچکی تھین۔ ان سیاسی اصول پر مذہبی رنگ بھی چڑھایا جاچکا تھا۔ سکر کا قول ہے کہ برہما بادشاہ کو قوم کا خادم بناتا ہے۔ ارتھا شاستر کا مصنف بھی سکر کا ہمخیال ہے بادشاہ کو امور سلطنت مین مجلس شوریٰ سے مشورہ لینا ضروری تھا۔ مجلس شوریٰ کے اختیارات ہندو ماہرین سیاست نے بہت وسیع رکھے تھے بانا اور ہیوان چوانگ دونون اس امر کا اعتراف کرتے ہین کہ ہارشا کے عہد مین مجلس شوریٰ کے سامنے مہتم بالشان مسائل پیش کئے جاتے تھے۔ راجپوتون کے التزامی دور مین مجلس شوریٰ شاہی مجلس ہوکر رہ گئی یعنی مجلس شوریٰ میں صرف خاندان کے وابستگان حصہ لے سکتے تھے لیکن بایںہمہ شخصی مطلق العنانی کی روک تھام کے لئے برہمنون کی قوت کافی تھی۔ بدھ مذہب کے مٹ جانے سے برہمنون کی قوت از سرنو زندہ ہوگئی تھی۔ اور سیاسی معاملات مین برہمن خاطر خواہ حصہ لینے لگے تھے۔ برہمنون کی قوت اس حد کو پہونچ چکی تھی کہ کسی زبردست بادشاہ کے سوا برہمنون کی مخالفت کرنا ہر راجہ کا کام نہ تھا۔

برہمنون کا دور ثانی | ۳۔ برہمنون کا دور ثانی صدیون کی عرق ریزی کا نتیجہ تھا۔ اس دور کی ابتداء سلطان موریہ کے زوال سے ہوئی تھی۔ سیکڑون برسون کے بعد دور ثانی مین شنکر آچاریہ کی ذات مین برہمن اقتدار نے انتہائی کمال حاصل کیا تھا۔ کھوئے ہوے مذہبی رسوخ کے پانے کے بعد مناسب ترتیب و تنظیم ضروری تھی۔ اور اس ضرورت کو شنکر اچاریہ نے پورا کیا۔

شنکر اچار کی تنظیم | ۴۔ شنکر اچاریہ نے جس ہندو مذہب کی تعلیم و تلقین کی وہ اِس بھینٹ و قربانی والے مذہب سے بالکل جدا تھا جسکے خلاف گوتم بدھ صدائے احتجاج بلند کرچکا تھا۔ سر آر۔ ڈی بھنڈارکر نے ایک فاضلانہ تصنیف مین بتلایا ہے کہ کرشنا اور سیوا فرقون نے کس طرح بتدریج ہندو مذہب کی شکل اختیار کی اور یہ فرقۂ ابتدا مین کسقدر مرکب اور مخلوط نظر آتے تھے ادھر

مدرسوں مین ماہرین مذہب مخالف فرقوں پر نکتہ چینیاں کر رہے تھے۔ ادھر عوام مین عام پسند مذہب کے عقائد پختہ تر ہو رہے تھے۔ مذہب کے فنا ہو جانے سے شنکر اچار کو وید کہ فلسفہ پر عام مذہب کے ڈھالنے مین آسانی ہوئی۔ نئے مذہب کا موسس شنکر اچار نام پدینی برہمن مالا بار کا رہنے والا تھا۔ اس نے سولہ برس کی عمر مین جنوبی ہند سے نکلکر بڑے بڑے ماہر پنڈتوں کو عام جلسوں مین نیچا دکھایا۔ شنکر اچار سے کاشی کے پنڈتوں نے معرکۃ الآرا مباحثہ کئے جنمین میدان شنکر ہی کے ہاتھ رہا۔ ان مناظروں سے یہ نتیجہ نکلا کہ برہمنوں نے شنکر کو سرو نجا شاماں لیا۔ جس کے معنی یہ تھے کہ مذہبی مسائل کا اس سے بہتر سمجھنے والا کوئی نہ تھا۔ شنکر اچار ۳۲ برس کی عمر مین جوانا مرگ دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کی فلسفیانہ کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کا سب سے بڑا پنڈت اور صاحب علم ہے۔

شنکر اچار کا سب سے بڑا کارنامہ

۵۔ شنکر اچار کا بزرگ ترین کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ہندوستان کے عام مذہب کو وید اور اپانیشاد کے قالب پر ڈھالدیا۔ شنکر اچار نے ایک طرف مقامی دیوتاؤں کی پوجا جائز قرار دیکر چھوٹے چھوٹے مقامی مخلوق خداوندوں کو بڑا نکے ایک نہ ایک دیوتا سے ملا دیا۔ دوسری طرف اس نے ایسے بلند فلسفہ کی بنیاد رکھی جسے ادویتیا ویدانت یا وحدانیت سے تعبیر کر سکتے ہین۔

برہمنوں کی قوت دوبارہ عود کر آئی

۶۔ ہندو مذہب کے انقلاب سے برہمنوں کی قوت دوبارہ عود کر آئی۔ چنانچہ اس دور کی تصنیفات مین یہ فقرہ اکثر نظر سے گذرتا ہے کہ برہمن خدا کے مقرب بندے ہین۔ اس طویل بحث کا مطلب صرف اسقدر تھا کہ خود اختیار ریاستوں کی کثرت کے ساتھ برہمنوں کا رسوخ ترقی کر رہا تھا۔ ہمین یہ کبھی نہ بھولنا چاہئے کہ ہندی حکومتین اجتماعی معاملات مین بہت کم دخل دیتی تھین۔ ہندوستان مین حکومت کو زیادہ تر محاصل سے سروکار رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ ہندوستان کی اجتماعی زندگی پر خود مختار بادشاہوں کا اتنا اثر نہ پڑتا تھا۔ جتنا کہ مذہبی گروہ کا۔ چنانچہ ملک کی سیاسی بدنظمی سے اجتماعی زندگی بہت کم متاثر ہوتی تھی

ذاتین اسیطرح قایم رہتین۔ پیشہ ورون کی جماعتین بدستور اپنا کام کرتی رہتین۔ گانون کے کاروبار کا وہی انداز رہتا کیونکہ یہ چیزین جزو حکومت نہ تھین۔ یہ شعبے اجتماعی زندگی سے پیدا ہوئے تھے اور اولی الامر ان سے عام اس سے کہ کوئی ہو چند شرائط کی پابندی کے ساتھ فائدہ اُٹھاتا تھا۔ بلدی و دیہی خود اختیار مجالس کا ذکر اس عہد کے کتبون اور تصنیفون مین بکثرت ملتا ہے۔ خود مختار قریون اور شہرون کی تنظیم و ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامی خود مختاری بہت ترقی کر چکی تھی۔ راجہ کے کتبہ مین ۱۵۰ مجالس دیہی کے نام درج ہین۔ اس زمانہ مین دیہی خود مختار جماعتون کی ترتیب مذہبی اور ملکی دونوں اعتبار سے ہوتی تھی۔

دیہی مجالس کے اختیارات

٧۔ دیہی خود اختیار مجالس کے اختیارات اسقدر وسیع ہوتے تھے کہ ان اختیارات کی موجودگی مین مرکزی استبدادی حکومت کی قوت بہت کمزور پڑ جاتی تھی۔ غالباً بڑی ریاستون کی کمزوری کا اثر اور بیرونی حملون کی ضرب برداشت نہ کرسکنے کا بڑا سبب یہی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دیہی جماعتین خوشحال اور سرسبز رہتی تھین اور مرکزی حکومت جس کے اوپر ان کی بقا کا انحصار ہوتا تھا صرف لگان وصول کرنے کا آلہ ہونے کی وجہ سے حقیقی قوت حاصل نہ کرسکتی تھین۔ دیہی نظام کا بڑا نقص یہ تھا کہ دیہی جماعتین بالائے مرکزی حکومت کی تبدیلیون سے بہت کم متاثر ہوتی تھین۔ ایک راجہ دوسرے راجہ کو معزول کردیتا تھا۔ یا اُسکی ریاست پر غاصبانہ قابض ہوجاتا تھا۔ مگر گاؤن کی اجتماعی زندگی پر اس واقعہ سے خط تک نہ پڑتا تھا۔ اس پر طرہ یہ تھا کہ جمہوری زندگی گانون مین نشوونما پاتی تھی نہ کہ شہرون کے سیاسی حلقون مین۔

ہندوستان کی مروجہ زبانین

٨۔ مسلمانون کی آمد سے پہلے مختلف زبانین ہندوستان مین رائج ہوچکی تھین۔ شمالی ہند مین پراکرت نامعلوم زمانہ سے بولی جاتی تھی۔ استداد زمانہ سے پراکرت کتابی زبان ہوکر رہ گئی۔ اس کے معدوم ہوجانے کی وجہ یہ ہوئی کہ مختلف صوبون مین مختلف طرح کی پراکرت رائج ہوگئی جیسے میتھالی اور مہاراشٹی پراکرت بانا کا

بیان ہے کہ اس کے نوعمر دوستون مین بھاشا نام ایک شاعر تھا۔ آٹھوین نوین صدی عیسوی مین راجپوتون کے عروج سے بردائی ادب نے زور پکڑا۔ ملک کی التزامی حالت کی وجہ سے رؤسا کے دربارون مین بھاٹ رہنے لگے۔

رائج الوقت زبان کی ابتدا انھین بھاٹون سے ہوئی ہے۔ بھاٹ راجاؤن کی تعریف مین کبت اور کرکھے کہا کرتے تھے۔ بھاٹون مین چاند بردی پرتھوی راؤ کا مصنف بہت مشہور ہے۔

پراکرت سنسکرت ۹۔ گو عوام کی زبان پراکرت (اور پراکرت کے بعد برج بھاشا) ہوئی لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ سنسکرت کس مپرسی مین پڑگئی تھی۔ اہل علم کی زبان سنسکرت ہی تھی اور علمی مباحث سنسکرت ہی مین ہوتی تھی۔ مزیدبران ہندو مذہب کی مقدس زبان ہونے کی وجہ سے اسکی عزت تمام ملک مین یکسان طور پر کی جاتی تھی شنکراچارنے سنسکرت ہی کے ذریعہ سے مناظرہ ومباحثہ کے میدان مارے تھے شنکراچار کے مشہور حواشی سنسکرت زبان مین لکھے گئے ہین محض ادب کے جاننے والے اس دور مین ہزارون تھے منجملہ ان کے بھاوابھوتی اور بھاشا یاسورمن شاہ قنوج کے دربار مین رہتے تھے۔ کلتا وتا للتا دیتا نا راجہ کشمیر بھاوابھوتی کو چھین لے گیا تھا۔ سنسکرت کی ادبی دنیا مین بھاوابھوتی اور بھاشا کا نام کالیداس کے سوا اور کسی سے کم نہین ہے۔ بھاوابھوتی کے دو ناٹک مالاتی مادھادم اور اتر ارام چاری تم سنسکرت ادب کی قابل قدر یادگار ہین۔ نیشا ویتا کا مصنف ہارشا گیارھوین صدی مین پیدا ہوا تھا۔ سنسکرت کا مشہور ناٹک پرابادھا (چندر ودیا) ۱۰۶۵ء مین چنڈیل راجہ کرتی ورمن کے دربار مین لکھا اور کھیلا گیا تھا۔ علم وفن کے سرپرستون مین دھار کے راجہ بھوج کا زمانہ راجہ وکرماجیت کے عہد کی طرح جو پانچوین صدی مین گذرا ہے علمی وادبی سرگرمیون کے لئے خاص طور سے یادرکھنے کے قابل ہین بارھوین صدی عیسوی کے اختتام سے مسلمانون کا دور حکومت شروع ہوتا ہے

اگرچہ یہ کہنا ایک حد تک صحیح نہ ہوگا کہ مسلمان بارھوین صدی مین پورے ہندوستان پر قابض ہو گئے تھے۔ کیونکہ اسوقت تک راجپوتون نے مسلمانون کی اطاعت قبول نہ کیا تھا اور جنوبی ہند تو چودھوین صدی تک (یعنی علاء الدین خلجی کے عہد تک) بالکل ہی مسلمانون کے اثر سے باہر رہا۔ ملک کافور اور شاہان تغلق کی فتوحات جنوبی ہند کو سلاطین دہلی کی شہنشاہی مین داخل نکرسکین۔ کیونکہ اس کے بیس ہی برس بعد وجیانگر کی ریاست اٹھ کھڑی ہوئی جسنے مسلمان فاتحین کو جنگ ٹالی کوٹ تک (سنہ ۱۵۶۵ء) روکے رکھا اسطرح اکبر اعظم کے جلوس ہمایون تک جنوبی ہند زیادہ تر آزاد رہا۔ اور سیواجی اکبر کے سو برس بعد پیدا ہوا تھا۔ اس لئے یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ مسلمان پورے ہندوستان پر حکومت کرنے کے گنہگار نہین ہین۔ سلاطین اسلام کے عہد مین دریائے کرشنا کے جنوب مین قرون وسطیٰ کی آریہ تہذیب پھیلی ہوئی تھی اور شمالی ہند تازہ دم مسلمان فاتحین کی شکارگاہ بنا ہوا تھا۔

تمت بالخیر

مطبوعات مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ

مجموعہ کلام جوہر | مولانا محمد علی صاحب کے کلام کا مجموعہ جس کا پہلا ایڈیشن ہاتوں ہات نکل گیا۔ اس دوسرے ایڈیشن میں مولانا عبدالماجد صاحب بی۔ اے کا مقدمہ بھی شامل ہی جس میں انہوں نے مولانا کے کلام پر مکمل ریویو کیا ہی اور حالات زندگی پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ باتصویر قیمت ۶ر

عرض جوہر | مولانا محمد علی صاحب کی غزلیات کا مجموعہ اس سے قبل شایع ہوا جس میں زندان بیجاپور کے مکاشفات شامل نہ ہوسکے۔ اب بعد رہائی مولانا صاحب بیجاپور جیل کا کلام تمام و کمال موصول ہوا اور مولانا کی مرضی کے موافق عرض جوہر کے نام سے شایع کیا گیا ہی۔ اس میں وہ بے نظیر غزلیات ہیں جو صرف بیجاپور کے زندانی ہی کی زبان سے ادا ہو سکتی تھیں قیمت ۸ر

اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر | علامہ شبلی نعمانی کی یہ شہرۂ آفاق کتاب نہایت اچھے کاغذ پر صحت کے ساتھ شایع کی گئی ہے۔ صفحات ۱۲۲ قیمت ... عدر

مبادی معاشیات | علم المعیشت میں قابل قدر اور گراں مایہ اضافہ ہے جو اصول معاشیات پر تازہ ترین مباحث پر حاوی ہی از پروفیسر ذاکر حسین خاں صاحب قیمت عہ مجلد عہر

ترکوں کی کہانیاں | محبت اسلامی اور غیرت قومی کو جوش دلانے والی چند ترک بہادروں کی جانبازیوں کے نہایت سچے اور بصیرت افروز تاریخی واقعات زبان سلیس و عام فہم اور آسان قیمت ۴ہر

ملنے کا پتہ۔ مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڈھ

سید محمد ہادی کے اہتمام سے

مطبع جامعہ ملیہ علیگڈھ میں طبع ہوئی

سنہ ۱۹۲۴ء